عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN
حضرت صوفی محمد اقبال قریشیؒ
حیات و خدمات
جلد: ۴۱
۱۳ تا ۱۹ جمادی الثانی ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ جنوری ۲۰۲۲ء
شمارہ: ۳
انٹرنیٹ
نفع و ضرر کی میزان میں
نماز کی سنتیں
اہمیت و فضیلت
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

بیوی کا علیحدہ مکان کا مطالبہ

س:......اگر بیوی شوہر کے رشتہ داروں کے ساتھ رہنا پسند نہ کرے اور اپنے لئے علیحدہ مکان کا مطالبہ کرے تو کیا شوہر کے ذمہ اس کے مطالبہ کو پورا کرنا لازم ہے؟ مہنگائی کے اس دور میں علیحدہ مکان لینا بہت مشکل ہے، اس کا کیا حل ہے؟

ج:......اگر بیوی کسی وجہ سے شوہر کے عزیز واقارب کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتی تو خاوند کی ذمہ داری ہے کہ وہ بیوی کے لئے علیحدہ جگہ کا انتظام کرے، لیکن یہ ضروری ہے کہ کسی علیحدہ جگہ میں مکان بنانے کا تکلف نہ کرے، بلکہ گھر کے اندر ہی اگر کوئی کمرہ بیوی کو دے دیا جائے کہ جس میں کسی دوسرے کا عمل دخل نہ ہو اور کچن بھی علیحدہ ہو تو بھی اس کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ ہاں اگر کسی کے پاس اتنی وسعت ہو کہ وہ مکمل طور پر علیحدہ رہائش کا انتظام کرسکتا ہو تو پھر یہ ان کی صوابدید پر ہے کہ جو حالات کے لحاظ سے ان کے لئے بہتر ہو اس کو اختیار کریں۔

مذاق میں کئے گئے نکاح کی حیثیت

س:......لڑکا اور لڑکی نے مذاق میں گواہوں کے سامنے نکاح کے ایجاب وقبول کرلئے، اب لڑکا بضد ہے کہ تم نے میرے ساتھ نکاح کیا ہے، اس لئے اب سے تم میری بیوی ہو، جبکہ لڑکی کا دعویٰ ہے کہ وہ تو بس ایک مذاق تھا، میرا کوئی ارادہ نہیں تھا تم سے نکاح کرنے کا۔ تو کیا مذاق میں کیا گیا نکاح منعقد ہوگیا تھا؟ شرعاً اس کی کوئی حیثیت ہے؟

ج:......شریعت میں چند امور ایسے ہیں کہ جن میں مذاق اور حقیقت دونوں برابر ہیں، نکاح بھی انہیں میں سے ہے، اس لئے خواہ مذاق میں ہی نکاح کیا ہو، نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور یہ دونوں شرعاً میاں بیوی بن چکے ہیں۔ لڑکی کا دعویٰ غلط ہے، اگر یہ لڑکی ساتھ رہنا نہیں چاہتی تو طلاق یا خلع کا مطالبہ کرے، اس کے بغیر کسی دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی۔

''لقوله عليه الصلوة والسلام: ثلاث جدهن جد وهزلهن جد الطلاق والعتاق والنكاح۔''

(مشکوٰۃ ص:۲۸۴، باب الخلع والطلاق)

شوہر کی مرضی کے بغیر خلع کی حیثیت

س:......گزارش یہ ہے کہ میری شادی کو نو سال ہو چکے ہیں، میری ایک بیٹی ہے، میں کوئی کام وغیرہ نہیں کرتا تھا، میری بیوی اپنی ماں کے پاس رہتی تھی، میری بیوی نے کورٹ سے خلع لے لیا ہے۔ خلع کو دو سال ہونے والے ہیں، لیکن اب میں اپنی بیوی سے رجوع کرنا چاہتا ہوں، اس لئے اب مجھے کیا کرنا ہوگا؟ میں اپنی بیوی کو دوبارہ رکھنا چاہتا ہوں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں۔

ج:......کورٹ کی طرف سے جو خلع یا تنسیخ نکاح ہوا ہے، اگر وہ شوہر کی مرضی اور علم کے بغیر محض بیوی کے کہنے پر دیا گیا ہے، تو یہ شرعی طور پر خلع واقع نہیں ہوا، اور بیوی بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے، ایسی صورت میں دوبارہ نکاح کی ضرورت تو نہیں، لیکن احتیاطاً دوبارہ نکاح کرلینا بہتر ہے تاکہ کوئی شک وشبہ نہ رہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۱ ۱۳تا۱۹؍جمادی الثانی ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۶تا۲۲؍جنوری ۲۰۲۲ء شمارہ:۳

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی رحمہ اللہ	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
انٹرنیٹ... نفع وضرر کی میزان پر	۶	مولانا محمد قاسم اوجھاری
نماز کی سنتیں.... اہمیت وفضیلت	۸	مولانا عبدالقوی ذکی حسامی
میرے حضرت باباجیؒ کی چند یادیں	۱۱	مولانا محمد کلیم اللہ نعمان
حضرت صوفی محمد اقبال قریشیؒ... حیات وخدمات	۱۳	حافظ مشتاق احمد میلسی
کرسی پر نماز کی فقہی تحقیق (۲)	۱۵	مفتی محمد شعیب اللہ خان
آزاد کشمیر اسمبلی میں قراردادِ ختم نبوت	۱۹	جناب پیر مظہر سعید شاہ
قادیانی عقائد	۲۱	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ:۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک:۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی:۳۵۰ روپے، سالانہ:۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما

حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نوراللہ مرقدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی اساس ہے۔ اگر یہ عقیدہ محفوظ ہے تو ایمان اور اسلام محفوظ ہے، اگر یہ عقیدہ محفوظ نہیں تو نہ اسلام محفوظ ہے اور نہ ہی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دیگر عبادات کی کوئی اصل وحقیقت باقی رہتی ہے۔ اس عقیدہ پر سب سے پہلا پہرہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور یمامہ میں لڑنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے دیا اور آج کے زمانہ میں حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ کے بقول وہ جماعت ہے، جس کے بانی حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری نوراللہ مرقدہ ہیں۔ حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد ۱۹۴۹ء میں رکھی اور آپ ہی اس کے پہلے امیر منتخب ہوئے۔ ہمارے ممدوح حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی دامت برکاتہم حضرت شاہ صاحبؒ کی جماعت کے ایک عظیم سپاہی تھے، جنہوں نے پوری زندگی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے لگادی ہے۔

آپ کی پیدائش علاقہ چھچھ ضلع اٹک میں محترم جناب غلام یحییٰ کے گھر ۱۹۳۲ء میں ہوئی، آپ کا خاندان آٹھ سو سال پہلے افغانستان سے ہجرت کرکے یہاں پہنچا تھا۔ عصری تعلیم آٹھ جماعت تک حاصل کی، اس کے بعد دینی تعلیم کا شوق ہوا، درسِ نظامی کے تحتانی درجات مکمل کرنے کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھویؒ کے ادارہ مدرسہ عربیہ سراج العلوم سے دورۂ حدیث ۱۹۶۴ء میں کیا۔ فراغت کے بعد کچھ عرصہ مدرسہ امینہ سرگودھا میں تدریس کی، نورالانوار تک اسباق پڑھائے۔ ۱۹۰۸ء میں آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ ہوئے، درخواست خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد قدس سرہ کے ہاں جمع کرائی۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے اس درخواست پر یہ تاریخی جملہ لکھا کہ: ’’میں سرگودھا میں مولانا محمد اکرم طوفانی کو بطور مبلغ رکھتا ہوں۔‘‘ حضرت طوفانی صاحب نے پہلی بیعت حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ سے کی، اس کے بعد حضرت مولانا خواجہ خان محمد نوراللہ مرقدہ سے کی، ان کے بعد ان کی آنکھوں میں کوئی جچا نہیں، بس ختم نبوت کے کام کو ہی اپنا وظیفہ اور اپنے سلوک کی تکمیل کا ذریعہ بنایا ہوا تھا۔ آپ نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کئی ممالک کا سفر بھی کیا۔ ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۲ء تک ہر سال برطانیہ تشریف لے جاتے تھے، اسی لئے آپ نے انہیں اسفار میں انگریزی بھی سیکھ لی۔ آپ کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہ سے آپ کی خط وکتابت رہی، شیخ التفسیر امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری، حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی اور حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی نوراللہ مراقدہم سے آپ کو صحبت کے ایام

میسر آئے۔انہیں بزرگوں کی صحبتوں کی برکت سے آپ فنافی ختم النبوت بنے۔کئی قادیانیوں کو مسلمان کیا۔ساری زندگی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں گزاردی۔

چناب نگر میں قادیانیوں نے دل کا ہسپتال بنایا،تقریباًاردگرد کے پانچ اضلاع میں دوسرا کوئی ایسا ہسپتال نہ تھا،مسلمان بھی اپنے علاج کے لئے قادیانیوں کے اس ہسپتال میں جاتے تھے،اورغریب مسلمانوں سے وہ اپنا فارم پُر کراتے تھے،جس میں نعوذباللہ!ختم نبوت کا انکار لازمی امر تھا،اورظاہر ہے کئی لوگ بائی پاس آپریشن کامیاب نہ ہونے کی بناپر جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے تھے،اسی لئے حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب نے رات دن ایک کرکے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کی غرض سے ان کے لئے’’خاتم النبیین میڈیکل ہارٹ سینٹر‘‘ بنایا،جس کے لئے غالباًدس بارہ کروڑ سے زائد سرمایہ اکٹھا کرکے اس پرصرف کیا۔یہ آپ کاایک مجددانہ کارنامہ ہے۔

کچھ عرصہ پہلے آپ پرکسی بدبخت نے گاڑی چڑھادی،جس کی بناپرآپ کے پاؤں اور گھٹنے میں چوٹیں آئیں،پاؤں توصحیح ہوگیا،لیکن گھٹنے کی تکلیف اخیر عمر تک رہی۔۲۶/دسمبر۲۰۲۱ءبروزاتوارتقریباً گیارہ بجے آپ کاانتقال ہوا۔راقم الحروف سہ روزہ جماعتی پروگرام کے لئے لاڑکانہ اوراس کے گردونواح میں گیا ہواتھا،وہیں اطلاع ملی اورتقریباًمغرب کے بعد سرگودھاکے سفر کیا،تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق زار کے جنازہ میں شرکت کرکے اپنی نجاتِ اخروی کا سامان کیا جائے۔بروز پیر دوپہر دس بجے دفترختم نبوت سرگودھا سے ان کا جسدخاکی اٹھایا گیا،سرگودھامیں آپ کے خویش قبیلہ نہ ہونے کے باوجود سرگودھا کے مردوزن سراپاغم میں نڈھال تھے،سرگودھا کی تاجر برادری نے آپ کے احترام میں پورابازاراس دن بندرکھا اور دفتر سے لے کر جہاں جہاں سے ایمبولینس آپ کے جسدخاکی کولے کرگزرتی رہی،سرگودھا کی عوام پھول نچھاورکرتی رہی،بازار کی سڑکیں پھولوں سے سجی ہوئی تھیں اوررات ہی رات آپ کے مداحوں نے آپ کوخراجِ عقیدت اوراپنی محبت کے اظہار کے لئے بینراوراشتہارات آویزاں کئے ہوئے تھے۔سرگودھا کی عیدگاہ اورقرب وجوار کی تمام سڑکیں آپ کی نمازِ جنازہ میں شرکت کرنے والوں سے اَٹی ہوئی تھیں اوراپنی کشادگی کے باوجود تنگ دامنی کا ثبوت دے رہی تھیں۔

نمازِ جنازہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد دامت برکاتہم نے پڑھائی،جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین،مبلغین،مدارس کے اساتذہ وطلبہ کے علاوہ بلامبالغہ لاکھوں لوگ شریک تھے۔نمازِ جنازہ کے بعد سرگودھا کے مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرتؒ کے حسنات کوقبول فرمائے،آپ کو جنت الفردوس کامکین بنائے اورآخرت میں ہم سب کوحضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کامستحق بنائے،آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

انٹرنیٹ
نفع وضرر کی میزان میں!

مولانا محمد قاسم اوجھاری

ایک لمبے زمانے تک انسان چاند، ستاروں اور سیاروں کی طرف بڑی حیرت وحسرت سے دیکھتا تھا، پھر انسان نے اپنی خودی کو پہچانا اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت عقل کے نور سے اس کے اندر شعور وآگاہی کی شمعیں روشن ہوئیں، عقل و شعور نے انسان کو بلند خیالی، بلند پرواز اور بلند فکر و نظر عطا کی اور پھر انسان چاند ستاروں اور سیاروں کی طرف بڑھنے لگا، انسان نے ایجادات کے انبار لگادیئے، بہت سی محیر العقول چیزیں ایجاد کر ڈالیں، ان ایجادات نے انسانی زندگی کی مشکلات کو آسانیوں میں تبدیل کردیا، ان ایجادات میں سے ایک اہم ایجاد انٹرنیٹ کا مواصلاتی نظام ہے۔

بہت عرصہ پہلے امریکا میں ایک شخص نے خواب دیکھا تھا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ دنیا کے ہر گھر میں کمپیوٹر ہوگا، پھر اس نے اپنے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے ایک کمپنی بنائی، وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ کمپنیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور کمپیوٹر ٹیکنالوجی میں ترقی ہوتی گئی، اسی ترقی کے نتیجے میں انٹرنیٹ کی ٹیکنالوجی متعارف ہوئی، سب سے پہلے امریکا کے سائنس دانوں نے ۱۹۶۰ء میں نیٹ ورکنگ کا جال بچھایا، جس کا مقصد یہ تھا کہ فوجیوں کو ضروری ہدایات اور معلومات بسرعت پہنچائی جائیں، پھر ۱۹۸۲ء میں انٹرنیٹ عالمی سطح پر کارگر ہوا، پھر ۱۹۹۱ء میں ''یورپین ہائی انرجی فزکس لیبارٹری'' نے ایک ایسے سوفٹ ویئر کو فروغ دیا جس کی مدد سے کسی بھی طرح کی معلومات انٹرنیٹ پر تلاش کی جاسکتی تھیں، اور اس کا نام ''ورلڈ وائڈ ویب'' رکھا، اس ویب نے بہت ہی کم عرصے میں رفتہ رفتہ پوری دنیا کو اپنے دائرے میں لے لیا، آج پوری دنیا عموماً اسی ویب کا استعمال کرتی ہے اور اسی کے ساتھ دنیا ''گلوبل ولیج'' کی شکل اختیار کرگئی ہے۔

آج کی ترقی یافتہ دنیا میں انٹرنیٹ نے ایک خاص مقبولیت حاصل کرلی ہے، آج انسان نے انٹرنیٹ کے ذریعے پوری دنیا کو اپنی مٹھی میں لے لیا ہے، انٹرنیٹ ایک آزاد نیٹ ورک ہے، ہر کوئی گھر بیٹھے ہر قسم کی معلومات، تجربات اور مشاہدات انٹرنیٹ پر شائع کرسکتا ہے، انٹرنیٹ کی رفتار بجلی سے بھی زیادہ سریع السیر ہے، منٹوں اور سیکنڈوں میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک کوئی بھی خبر پہنچائی جاسکتی ہے اور دنیا کے حالات سے ہر وقت باخبر رہا جاسکتا ہے، گویا انٹرنیٹ عالمی سطح پر پھیلا ہوا ایک لمبا جال ہے جو انسانی زندگی کا ایک اہم حصہ بنتا جارہا ہے۔ یہ ایسا جال ہے جس میں کروڑوں کمپیوٹر ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں اور جب آپ اپنا کمپیوٹر انٹرنیٹ سے جوڑتے ہیں تو آپ بھی اس جال کا ایک حصہ بن جاتے ہیں اور اب آپ اس جال سے جڑے ہوئے دوسرے کمپیوٹر سے معلومات حاصل کرسکتے ہیں اور بھیج سکتے ہیں۔ کمپیوٹر کو ٹیلی فون لائن، کیبل لائن اور سٹیلائٹ وغیرہ کے ذریعہ آپس میں ایک دوسرے سے جوڑا جاتا ہے اور اب انٹرنیٹ استعمال کرنے کے لئے ''لیپ ٹاپ'' اور ''وائی فائی'' جیسی ٹیکنالوجی بھی موجود ہے اور اس سے بھی آسان اور سستی ٹیکنالوجی 2G, 3G اور 4G ہے جس کے ذریعہ موبائل میں بھی انٹرنیٹ استعمال کیا جاسکتا ہے، جس کو دنیا کی ایک بڑی آبادی استعمال کررہی ہے۔

> **آج معاشرے میں فحاشی وبے حیائی کو عام کرنے میں انٹرنیٹ کلیدی کردار ادا کررہا ہے، فحاشی وعریانی سے لبریز ہزاروں ویب سائٹس انٹرنیٹ پر موجود ہیں**

انٹرنیٹ کو جب نفع وضرر کے میزان میں تولا جاتا ہے تو واضح ہوتا ہے کہ اس کے فوائد بھی کثیر ہیں اور نقصانات بھی بہت زیادہ ہیں، انٹرنیٹ ایک ایسا تباہ کن سوفٹ ویئر ہے جس کے نقصانات سینکڑوں نہیں ہزاروں ہیں، آج معاشرے میں فحاشی وبے حیائی کو عام کرنے میں انٹرنیٹ کلیدی کردار ادا کررہا ہے، فحاشی وعریانی سے لبریز

ہزاروں ویب سائٹس انٹرنیٹ پر موجود ہیں اور نوجوان نسل ان ویب سائٹوں سے جنسی تسکین حاصل کرتے ہیں، انٹرنیٹ پر موجود فلمی ڈرامے اور گانوں نے انسانی ذہنوں پر ایک عجیب کیفیت مسلط کردی ہے، یوٹیوب وغیرہ پر فحاشی وعریانی اور جنسی انارکی پر مشتمل ایسا کثیر مواد موجود ہے جس سے نوجوانوں کی زندگیاں تباہ ہورہی ہیں، فیس بک اور واٹس ایپ وغیرہ نے ناجائز تعلقات کے راستے کھول دیئے ہیں، جس سے نہ صرف اخلاقی اقدار کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں؛ بلکہ جنسی آوارگی کے تمام سامان مہیا ہوگئے ہیں؛ سوشل میڈیا کا استعمال بچوں اور نوجوانوں کو نشے کی لت کی طرح لگتا جارہا ہے؛ امریکی نوجوان طالب علم مارک زکر برگ نے ہارڈ ورڈ یونیورسٹی میں اپنے دوستوں سے رابطے کے لئے فیس بک سوفٹ ویئر بنایا تھا، پھر اس نے چند ہی دن میں پوری برطانیہ میں مقبولیت حاصل کرلی اور پھر رفتہ رفتہ پوری دنیا میں پھیل گیا، اس وقت 548 ملین سے زائد افراد فیس بک کا استعمال کررہے ہیں، جس میں اکثر لوگ نئی نئی دوستیاں صنف مخالف سے قائم کرتے ہیں اور پھر معاملات بہت آگے تک چلے جاتے ہیں، جس کے مشاہدات آئے دن ہوتے رہتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ اس انٹرنیٹ کے غلط استعمال کی بدولت نہ جانے کتنے نوجوانوں نے اپنی ماؤں بہنوں اور حقیقی رشتہ داروں کے ساتھ منہ کالا کرکے شرم وحیا کا پردہ چاک کیا ہے، کتنے لوگوں نے اپنے گھریلو افراد کے ساتھ غلط تعلقات قائم کرکے انسانیت کی بدترین مثال پیش کی ہے، انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے جنسی بے راہ روی، فحاشی وعریانیت اور ہر طرح کی بدکاری معاشرے میں ناسور کی طرح پھیلتی جارہی ہے۔ جھوٹی خبریں افواہیں اور غلط پروپیگنڈے انٹرنیٹ کے ذریعہ عام کئے جاتے ہیں جو معاشرے میں بدامنی اور فساد کا سبب بنتے ہیں۔ اسی طرح انٹرنیٹ کے مہلک نقصانات میں بت پرستانہ ومشرکانہ رسوم، معاشی دھاندلیاں، رقومات کی ناجائز منتقلی، ذاتی معلومات کی فریب دہی، جلد دولت مند بننے کے نشہ میں دھوکہ دہی، فریب دہی کے نئے نئے طریقے، دھمکی آمیز پیغامات اور فحش مواد کی ترسیل واشاعت وغیرہ بھی شامل ہے۔

انٹرنیٹ کے جہاں تباہ کن نقصانات ہیں وہیں اس کے فوائد بھی ہیں؛ اس کی اہمیت اور افادیت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہے، گویا انٹرنیٹ برائیوں اور خوبیوں کا سنگم ہے، ہم انٹرنیٹ کے ذریعے ای میل، ای کامرس، ای بزنس، فائل ٹرانسفر، آن لائن تعلیم، یونیورسٹی اور کمپنیوں کی معلومات، اشیاء، اخبار ورسائل، فلاحی وزرعی تنظیموں کی جانکاری، بینکنگ، تمام طرح کے بلوں کی ادائیگی، اور طبی وسائنسی معلومات وغیرہ حاصل کرسکتے ہیں؛ اور آج کے دور میں انٹرنیٹ نے اہل علم کے لئے بھی بڑی سہولیات پیدا کردی ہیں، بہت سی وہ نایاب کتابیں جن کا حصول دشوار ہے انٹرنیٹ نے بسہولت ہمیں گھر بیٹھے مہیا کردی ہیں، مکتبہ جبریل اور مکتبہ شاملہ وغیرہ نے محققین کے کاموں کو نہایت آسان کردیا ہے، دینی امور کے لئے بھی انٹرنیٹ کا استعمال کیا جاسکتا ہے اور معاشرے میں ایک صالح انقلاب لایا جاسکتا ہے، صرف انگلی کی ایک جنبش سے دینی پیغامات، احادیث مبارکہ اور شرعی مسائل کروڑوں انسانوں تک پہنچائے جاسکتے ہیں۔

جب کوئی چیز برائی اور خوبیوں کا سنگم ہو تو ظاہر سی بات ہے کہ خوبیوں والے پہلو کو اختیار کرنے میں ہی بھلائی اور کامیابی ہے، ہر چیز کا استعمال کارآمد تب ہی ہوسکتا ہے جب اس کو استعمال کرنے والا اپنی استعداد اور شئے کی افادیت کے اعتبار سے کام میں لائے۔ بیمار کو دوا سے شفا تب ہی مل سکتی ہے جب اس کا استعمال صحیح وقت اور ٹھیک مقدار میں ہو؛ اللہ تعالی نے ہر ذی شعور کو سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتوں سے نوازا ہے، جو لوگ مثبت اور تعمیری سوچ رکھتے ہیں اور اپنی سوچ کو اعلی مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں وہ یقیناً کامیاب ہوتے ہیں؛ اس لئے ہم یہ نہیں کہتے کہ انٹرنیٹ سے کلی طور پر کنارہ کشی اختیار کی جائے؛ بلکہ مثبت طریقے پر اس کا استعمال کریں، اس سے فائدہ اٹھائیں، تعمیری کام اور جائز مقاصد کے حصول کے لئے اس کو استعمال میں لائیں، اس کے ذریعے اسلامی پیغامات واحکامات دوسروں تک پہنچائیں، دینی مسائل عام کریں، اللہ تعالی ہمیں حدود میں رہ کر انٹرنیٹ سے فائدہ اٹھانے کی توفیق مرحمت فرمائے! ☆☆

آج کے دور میں انٹرنیٹ نے اہل علم کے لئے بھی بڑی سہولیات پیدا کردی ہیں، بہت سی وہ نایاب کتابیں جن کا حصول دشوار ہے انٹرنیٹ نے بسہولت ہمیں گھر بیٹھے مہیا کردی ہیں

نماز کی سنتیں..... اہمیت وفضیلت

مولانا عبدالقوی ذکی حسامی

عقیدۂ توحید کے بعد سب سے اہم ترین فریضہ؛ نماز ہے، بے شمار آیات وروایات، اس حکم کی فرضیت کے متعلق کتاب وسنت میں مذکور ہیں، اللہ سے قرب کا آسان اور قریب ترین راستہ ہے:

”اقرب ما یکون العبد من ربہ وھو ساجد بندہ “...اپنے پروردگار سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے...۔(ابوداؤد)

نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس فریضہ کے آنے پر عید جیسی خوشی منائی، یہ فریضہ نماز کسی بیماری اور مجبوری میں معاف نہیں ہے، نیز احادیث مبارکہ میں فرائض کے علاوہ دیگر نمازوں کی ترغیب دی گئی ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سلسلہ میں متواتر عمل بھی ثابت ہے، اصطلاح شرع میں ان نمازوں کو نوافل کہا گیا ہے؛ تاہم جن نمازوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہتمام کے ساتھ ادا فرمایا، انہیں سنت موکدہ کہا جاتا ہے، نماز سے پہلے اور بعد کی جو سنتیں ہیں ان کی اہمیت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سنتوں کو نہایت اہتمام سے ادا فرمایا کرتے تھے، جیسا کہ آگے آئے گا، عام طور پر جو کوتاہی اور لاپرواہی اس حوالہ سے برتی جارہی ہے، وہ بہت ہی تکلیف دہ ہے، بالخصوص نوجوان طبقہ اس کا زیادہ شکار ہے، اس باب میں ہر نماز کے سنن سے متعلق مستقل فضائل ہیں، مجموعی لحاظ سے بھی ان سنن کی فضیلت آئی ہے، جو ہمیں عمل پر ابھارنے کے لئے کافی ہے؛ چنانچہ جو بندہ دن میں بارہ رکعتیں اہتمام سے ادا کرتا ہے اس کے لئے جنت میں ایک محل اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کو دیا جائے گا:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من صلیٰ فی یوم ولیلۃ ثنتی عشرۃ رکعۃ بنی لہ بیت فی الجنۃ (ترمذی) وہ کون سی بارہ رکعتیں ہیں۔ دو فجر سے پہلے کی، چار ظہر سے قبل اور دو بعد ظہر کے، دو مغرب کے بعد کی اور عشاء کے بعد کی دو رکعتیں۔ ان میں سے ہر نماز کی سنتوں کی علیحدہ فضیلت ہے، جس کا عملاً التزام ہم پر ضروری ہے۔

فجر کی سنتوں کے متعلق فضائل:

دن کے آغاز میں جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ فجر کہلائی جاتی ہے، اس کی سنتوں کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑے جامع فضائل مسطور ہیں: ”قال رسول اللّٰہ الا تدعوھما وان طردتکم الخیل۔“ (ابوداؤد، بروایت ابوہریرہؓ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فجر کی دو رکعت سنت نہ چھوڑو، اگرچہ تمہاری یہ حالت ہو کہ گھوڑے تم کو دوڑا رہے ہیں، مطلب یہ کہ تم کہیں سفر پر تیزی سے جارہے ہو اور گھوڑوں کی پیٹھ پر سوار ہو تب بھی اس سنت کو ترک نہ کرو، ایک مقام پر سنت فجر کی فضیلت یوں بیان فرمائی:

”لم یکن النبی اعلی شئیء من النوافل اشد تعاھدا منہ علی رکعتی الفجر۔“ (بخاری ومسلم بحوالہ مشکوۃ، بروایت عائشہؓ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نوافل میں سب سے زیادہ فجر کی دو رکعت سنت کا اہتمام فرمایا کرتے تھے، سنتوں میں سے کسی سنت کی قضا نہیں ہے؛ مگر فجر کی سنت کی قضا ایک روایت سے ثابت ہے:

”من لم یصل رکعتی الفجر فلیصلھما بعد ما تطلع الشمس۔“

(ترمذی، معارف الحدیث، راوی ابوہریرہؓ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اس کو چاہئے وہ سورج نکلنے کے بعد ادا کرے، ان روایات کی روشنی میں حضرت حسن بصریؒ کے نزدیک اور امام ابوحنیفہؒ کے ایک قول کے مطابق فجر کی سنت واجب ہے۔

(تحفۃ القاری، محدث پالنپوریؒ)

علاوہ ازیں یہ حکم بھی فجر کی سنت کے ساتھ خاص ہے کہ جب کوئی آدمی نماز فجر کے لئے مسجد میں داخل ہو اور فرض نماز شروع ہوچکی ہو، اس نووارد کو یہ گمان غالب ہو کہ اس کو کم از کم دوسری رکعت یا قعدہ اخیرہ مل جائے گا، تو اس کو چاہئے کہ اول سنت ادا کرے، پھر نماز میں شامل ہوجائے:

’’واذا خاف فوت رکعتی الفجر لاشتغاله بسنتها ترکها لکون الجماعة اکمل والا بانَّ رجا ادرک رکعة فی ظاهر المذهب۔‘‘(ردالمختار مع الدرالمختار)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مسجد میں داخل ہوئے، نماز شروع ہوچکی تھی تو آپ نے پہلے سنت ادا کی، پھر جماعت میں شامل ہوئے۔(شرح معانی الآثار)

’’انه دخل المسجدو الامام فی الصلاۃ فصلیٰ رکعتی الفجر۔‘‘ ان روایات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے نزدیک فجر کی سنت کی کس قدر اہمیت تھی اور انہوں نے اس سنت کا کس طرح اہتمام کیا۔

ظہر کی سنتوں کے متعلق فضائل:

زوال شمس کے بعد پڑھی جانے والی نماز ظہر کہلاتی ہے، اس کی سنت کے فضائل بھی قریب قریب فجر کی سنت کے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو ان سنتوں کی حفاظت کرے گا، (یعنی روزانہ ادا کرے گا) اللہ اس کو دوزخ کی آگ پر حرام کردے گا:’’من حافظ علی اربع رکعات قبل الظهر واربع بعدها حرمه اللّٰہ علی النار۔‘‘

(ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، بروایت ام حبیبہؓ)

صاحب معارف الحدیثؒ اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد ظہر دو رکعت پڑھنا زیادہ ثابت ہے جو کہ سنت موکدہ کہلائی جاتی ہیں، البتہ چار رکعتوں کی صورت یہ ہوگی کہ دو سنت موکدہ اور دو نفل۔

(معارف الحدیث)

ایک دوسری روایت میں حدیث کا یہ مضمون آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں جن کے درمیان سلام نہ پھیرا جائے، ان کے لئے آسمان کے دروازے (یعنی جنت کے دروازے) کھل جاتے ہیں۔

(سنن ابوداؤد، ابن ماجہ، راوی ابوایوب الانصاریؓ)

قال النبی اربع قبل الظهر لیس فیهن تسلیم تفتح لهن ابواب السماء۔

عصر کی سنتوں کے فضائل:

نماز عصر جو دن کے درمیانی حصہ میں ادا کی جاتی ہے، اس نماز کی سنت کے سلسلہ میں صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترغیبی ارشاد ملتا ہے، جس کا اہتمام کرنے پر بندہ مستحق ثواب ہوتا ہے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:’’رحم اللّٰہ امراً صلیٰ قبل العصر اربعاً۔‘‘(مسنداحمد بحوالہ معارف الحدیث، راوی ابن عمرؓ) اللہ کی رحمت ہو اس بندے پر جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے، اگرچہ اس سنت کا حکم کوئی تاکیدی نہیں ہے، مگر طالب آخرت کے لئے اعمال صالحہ بہترین سرمایہ ہے، جو اسی دنیا میں وہ کرسکتا ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عصر سے پہلے دوگانہ نماز ادا فرمانا بھی ثابت ہے:’’کان رسول اللّٰہ ایصلی قبل العصر رکعتین‘‘(ابوداؤد، مشکوٰۃ، بروایت حضرت علیؓ) چونکہ یہ سنت-سنت غیر موکدہ ہے، اس سلسلہ میں اس سنت کا حکم یہ کہ اس کے پڑھنے والے کو ثواب، اور نہ پڑھنے والے کو کوئی گناہ نہیں؛ البتہ سنت موکدہ باصرار چھوڑنے والا گنہگار ہوگا، اگر ہم ایسے وقت مسجد پہنچے اور کچھ وقت جماعت کے لئے باقی ہو، تو بجائے قبل و قال کے دو یا چار رکعت پڑھ کر اس فضیلت کو حاصل کریں۔ جیسا کے روایات سے معلوم ہوا۔

مغرب کی سنتوں کے فضائل:

نماز مغرب غروب آفتاب کے فوراً بعد پڑھی جاتی ہے، اس کی سنتوں کی بھی بڑی فضیلت احادیث میں واضح طور پر آئی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو بندہ مغرب کے بعد چھ رکعت سنت پڑھے، اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگر چہ سمندر کے کف کے برابر ہوں:

’’قال علیه الصلوٰۃ والسلام من صلیٰ بعد المغرب ست رکعات غفرت له ذنوبه وان کانت مثل زبد البحر۔‘‘(طبرانی)

اللہ کی رحمت اپنے بندوں پر کس طرح مہرباں ہے، ذرا سی کوشش سے بندہ اپنی ڈھیر سارے گناہ بخشوالے اور پاک ہو جائے، درحقیقت یہ فضائل ہمارے لئے ہیں، دن رات آدمی اللہ کی کتنی نافرمانی کرتا ہے، پھر بھی اللہ ہمارے لئے بخشش کے دروازے کھولے ہوئے ہے، ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس نے بعد نماز مغرب بات کرنے سے پہلے دو یا چار رکعات نماز پڑھی، اللہ اس کی نماز کو جنت کے اعلیٰ مقام علیین تک اٹھائے گا:

’’قال النبی ا من صلیٰ بعد المغرب قبل ان یتکلم رکعتین.... وفی روای اربع رکعات رفعت صلاته فی علیین۔‘‘

(مشکوٰۃ)

مطلب یہ ہے کہ اس کے اس عمل کو ساتویں آسمان تک اٹھایا جائے گا، ایک دوسرا قول یہ بھی ہے کہ آخرت میں اس کا یہ عمل اللہ تعالیٰ سے قرب کا ذریعہ بنے گا:’’واقربها من اللّٰه فی الآخرۃ۔‘‘

(باب السنن وفضلھا ص۸۹۲ لمعات شرح مشکاۃ)

عشاء کی سنتوں کے فضائل:

دن کی آخری نماز عشاء کی نماز ہے، اس کے سنن کا اہتمام بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے، حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپؐ کے گھر میں عشاء کے بعد دو رکعت نماز پڑھی:

’’صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .... الخ و رکعتین بعد العشاء فی بیتہ۔‘‘(بخاری ومسلم)

اور ابوداؤد کی روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لاتے چار یا چھ رکعات ضرور ادا فرماتے:

’’قالت ما صلیٰ رسول اللہ العشاء قط فدخل علی الا اربع رکعات آو ست رکعات‘‘

(ابوداؤد، معارف الحدیث، بروایت عائشہؓ)

اس حدیث کے ذیل میں محدثین فرماتے ہیں جمہور ائمہ کے نزدیک تو وہی دو رکعت سنت موکدہ ہیں جو ابن عمرؓ کی روایت سے منقول ہے، البتہ ان دو رکعت کے علاوہ آرام فرمانے سے پہلے مزید دو یا چار رکعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔ ان فضائل کے ہوتے ہوئے بھی سنتوں کے سلسلہ میں اگر ہمارا معاملہ کوتاہی والا ہے تو سمجھو بہت بڑی محرومی ہم اپنے سر لے رہے ہیں، جس کا اندازہ ہمیں کل قیامت میں ہوگا۔

☆ .... ☆............ ☆

قادیانیوں کو نوازنے کا سلسلہ بند کیا جائے، جانوں پر کھیل کر ختم نبوت کا تحفظ کریں گے

ابوبکر خدابخش تھوکہ قادیانی کی غیر قانونی تعیناتی کے خلاف کراچی پریس کلب میں احتجاجی مظاہرہ

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و جمعیت علماء اسلام کراچی کے زیر اہتمام مولانا قاری محمد عثمان، مولانا قاضی احسان احمد، قاضی احمد نورانی، احسن سلفی، اسلم غوری کی زیر قیادت گرومندر سے پریس کلب تک عظیم الشان احتجاجی ریلی کا انعقاد کیا گیا۔ شہر بھر کے مختلف حلقوں سے احتجاجی ریلیاں علماء کرام کی قیادت میں پریس کلب پہنچیں، جہاں قادیانی ایڈیشنل ڈی جی ایف آئی کے غیر قانونی توسیع کے خلاف زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ رہنماؤں نے اپنی تقاریر میں کہا کہ ایڈیشنل ڈی جی ایف آئی اے ابوبکر خدابخش تھوکہ قادیانی کی مدت ملازمت میں غیر قانونی توسیع روکی جائے۔ سرکاری ملازمین کی مدت ملازمت میں توسیع پر پابندی عدالتی فیصلہ ہے، اس پر عمل درآمد یقینی بنایا جائے۔ واضح رہے کہ ایف آئی اے کا ایڈیشنل ڈی جی قادیانی ہے اور ملازمت کے دوران قادیانیت کی تبلیغ واشاعت کرتا رہا ہے، حالانکہ قادیانیوں پر آئین پاکستان کے تحت پابندی عائد ہے۔ 6 جنوری 2022ء کو یہ ریٹائر ہو رہا ہے تو اس کی دوبارہ تعیناتی بطور ایڈوائزر کی جارہی ہے، جب کہ عدالت سرکاری ملازمین کی ملازمت کی مدت میں توسیع پر پابندی عائد کر چکی ہے، اس کے باوجود اس عدالتی فیصلے کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں۔ حکومت وقت ہوش کے ناخن لے۔ مہنگائی، بدانتظامی، نااہلی اور مساجد کو گرانے کے فیصلوں نے عوام کو مشتعل کر رکھا ہے، ان حالات میں قادیانیت نوازی کی یہ تازہ کوشش حکومت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوسکتی ہے۔ ملکی حالات اس کے متحمل نہیں ہیں کہ عوام کو ایک بار پھر شعائر اسلام کے حوالے سے امتحان میں ڈالا جائے۔ قادیانی آئین پاکستان کو تسلیم نہیں کرتے اور وہ ملک و ملت کے غدار ہیں، قادیانیوں نے ہمیشہ پاکستان کی جڑیں کاٹنے کی کوششیں کیں۔ حساس اور کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کو بھرتی کرنا ملکی سالمیت کے ساتھ کھلواڑ کرنا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا محمد رضوان، مولانا محمد عادل غنی، مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ، مولانا محمد کلیم اللہ نعمان، مولانا محمد پراچہ، حافظ سیّد عرفان علی شاہ، بھائی آفتاب، بھائی صابر کا کہنا تھا کہ موجودہ حکومت کشمیر پر انڈیا کے سامنے سرینڈر کر چکی ہے، بیت المقدس پر قابض اسرائیل کے ساتھ پینگیں بڑھا رہی ہے، آئی ایم ایف کے آگے سر جھکا کر قرضے لے رہی ہے اور بدلے میں اس کی تمام شرائط مان رہی ہے جس کے نتیجے میں ہماری ملکی و ملی شناخت کو شدید خطرات لاحق ہو چکے ہیں، مساجد گرانے اور غیر مسلموں کی عبادت گاہیں تعمیر کرانے کے احکامات دیئے جارہے ہیں، عوام کے سروں سے چھتیں چھینی جارہی ہیں جب کہ حکمرانوں کے محلات قانونی کر دیئے جاتے ہیں، لوگوں کو اپنی جانوں کے لالے پڑ چکے ہیں اور اب ان سے ان کی سب سے قیمتی متاع ایمان کو بھی چھیننے کی کوشش کی جارہی ہے۔ واضح رہے کہ ان تمام ناپاک سازشوں کو ناکام بنا دیا جائے گا اور ہر قیمت پر عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ کیا جائے گا۔ اب تک پورے ملک کے تمام بڑے شہروں اور مقامات پر احتجاجی مظاہرے کیے جا چکے ہیں، اگر اب بھی مقتدر اداروں نے ہوش مندی کا ثبوت نہ دیا اور قادیانی خدابخش تھوکہ کی غیر قانونی تقرری نہ روکی تو سنگین اقدامات کی ذمہ داری انتظامیہ پر عائد ہوگی۔ اس عظیم الشان احتجاجی مظاہرہ میں ہزاروں کی تعداد میں عوام، علماء کرام، طلباء اور دینی و سیاسی کارکنوں نے شرکت کی۔

میرے حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی چند یادیں!

مولانا محمد کلیم اللہ نعمان

اللہ رب العزت نے دین متین کی حفاظت اور نشر و اشاعت کے لئے اپنے بعض مخلص اور نیک بندوں سے خوب کام لیا۔ ان برگزیدہ ہستیوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل پیرا ہو کر دین اسلام کے لئے بے لوث خدمات سرانجام دیں۔ جن کے قدموں کے نقوش آنے والی نسلوں کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہی مخلصین میں ایک نام حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی رحمۃ اللہ علیہ کا تھا جو محاذِ ختم نبوت کے عظیم سپہ سالار اور کارکنانِ ختم نبوت کے لئے شفقت و محبت کا پیکر تھے۔ آپؒ مجھ ناچیز سے خصوصی محبت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ نے ایک حقیقی بیٹی دی اور ایک اہلیہ ہیں وہ اٹک گاؤں چھچھ میں رہتے ہیں، کارکنانِ ختم نبوت سارے میرے بچے ہیں، لیکن سرگودھا میں حبیب الرحمٰن اور کراچی میں کلیم اللہ (راقم کا نام لے کر فرماتے کہ یہ) میرا بیٹا ہے۔

ایک بار سرگودھا میں حضرت باباجیؒ کی خدمت میں حاضری ہوئی، سرگودھا کے مبلغ مولانا خالد عابد کی موجودگی میں ہم سب پیارے باباجیؒ کے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک نوجوان ساتھی محمد نعیم آئے، تعارف ہوا تو وہ حضرت باباجیؒ سے کہنے لگے: ”اچھا یہ ہیں وہ کلیم اللہ! جن کے بارے میں آپ اکثر تذکرہ کرتے رہتے ہیں۔“

حضرتؒ نے فرمایا: جی ہاں! کہنے لگا: چلو آج یہ فیصلہ کرو، سب کی موجودگی میں کہ محبت کا معیار اور حد کیا ہوتی ہے؟ حضرت باباجیؒ نے کہا: ”جو ختم نبوت کا کام کرے گا وہ محبت کا اصل حقدار ہے۔“ بھائی نعیم نے کہا: تو کیا ہم کام نہیں کرتے؟ باباجیؒ نے اپنے مخصوص انداز میں ڈانٹ پلائی اور کہا: ”یہ مجاہد ختم نبوت ہے!“ کمرے میں بیٹھے تمام رفقاء کھل کھلا کر ہنس پڑے، پھر بھائی نعیم نے کہا: میں بھی آپ کا بیٹا ہوں، مجھے کیا دو گے؟ حضرت فرمانے لگے: دیکھتا ہوں، بھائی نعیم نے کہا: مجھے اپنی کوئی چادر یا کپڑا دے دو، میں بطور نشانی رکھ لوں گا، فرمانے لگے: میں ابھی کچھ نہیں دوں گا، جلدی سے جا کام پر، ٹائم ہوگیا، یہ مجلس برخاست ہوئی، پھر حضرت باباجیؒ صوفے پر آ کر لیٹ گئے، میری طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے: ”بیٹے کلیم اللہ! اللہ کی کیا شان ہے، ایک میری بڑھیا (اہلیہ محترمہ) ہے، وہ گھر میں ہے، ایک بچی ہے، وہ سسرال میں ہے تُو کراچی سے سرگودھا منتقل ہوجا، یہاں میرے ساتھ رہا کر“ میں نے کہا کہ پڑھائی متاثر ہوگی، بندہ اس وقت جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں زیر تعلیم ہے، فرمانے لگے: واہ سبحان اللہ! حضرت بنوریؒ تو کمال کے انسان تھے۔

ایک بار فرمانے لگے: کلیم اللہ! ایک بات بتاتا ہوں، میں نے عرض کیا: جی فرمائیں، کہنے لگے: میرا جی چاہتا ہے کہ تجھے کوئی ایسی چیز دوں جو تیرے پاس بطورِ ہدیہ ہو اور میرا دل بھی خوش رہے، میں نے کہا: باباجیؒ! آپ فیصلہ کریں، اس وقت کراچی سے میرے ساتھ آئے ہوئے مولانا عبدالرؤف رستم بھی ہمراہ تھے، ان کو ایک غالباً شہد کی بوتل دی، مجھے کہنے لگے: وہ الماری سے پیٹی نکالو، جب نکال کر پیش کی تو اس میں سے دو چادریں احرام کی نکالیں، فرمانے لگے: ایک میرے پاس چھوڑ دے اور یہ دوسری تو لے جا، پھر کہنے لگے: ”بہت سارے علماء آئے یہ مانگنے، مگر میں نے نہیں دی۔ معلوم ہے یہ چادر کس کی ہے؟“ میں نے کہا: آپ بتائیں، کہنے لگے: یہ دونوں چادریں حضرت خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ کی ہیں۔ ایک تم رکھو، ایک میں اپنے لئے رکھتا ہوں، پھر کہا: یہ چادر میرے کفن کے لئے ہے، جب آپ کو اطلاع ملے فوراً حبیب کو بتادینا۔ یہ بھائی حبیب حضرت باباجیؒ کے خادم تھے، جو لڑکپن میں ہی باباجیؒ کی خدمت میں آ گئے تھے، اس چادر کے حوالے سے مولانا محمد خالد عابد بہت حیران ہوئے اور کہا کہ واقعی باباجیؒ آپ سے قلبی محبت رکھتے ہیں۔

حضرت باباجیؒ سے جب میں کراچی آنے کی درخواست کرتا فوراً قبول کرتے اور کہتے: قاضی کو بھی بتادو۔ ہمارے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد سے خوب بے تکلفی سے گفتگو کرتے اور بہت پیار کرتے تھے۔کراچی میں ختم نبوت کے پروگرام میں قاضی صاحب کو ضرور ساتھ رکھتے،اگر کسی پروگرام میں ساتھ نہ ہوتے تو فرماتے:''قاضی! تُو مجھے ساتھ نہیں رکھتا کہ میں تیرا بیان سنوں اور کچھ سبق یاد کروں۔'' اتنے بڑے آدمی اور ایسی کسر نفسی! حضرت قاضی صاحب بھی فرماتے: حضرت! یہ کلیم اللہ نہیں چاہتا کہ ہم ساتھ رہیں۔

ایک موقع پر کراچی سے سرگودھا حاضر خدمت ہوا،فرمانے لگے:''میری جان کتنے دن کے لئے آئے ہو؟'' میں نے کہا: باباجی! رات واپسی ہے،فرمانے لگے: خاموشی سے بیٹھ جاؤ، مولانا خالد عابد سے کہا: یہ بیگ کمرے میں رکھ لو، اس کا بستر میرے کمرے میں لگاؤ، رات جب لائٹ چلی جائے تو اس کی آنکھ کھل جائے گی، میرے کمرے میں سسٹم لگا ہوا ہے،پنکھا چلتا رہے گا،تو یہ بے آرام نہیں ہوگا،یہ وہ محبتیں اور شفقتیں ہیں جو ہمیشہ یادرہیں گی۔

ناشتہ کرنے کے بعد کہنے لگے:''بھائی کلیم اللہ! بتاؤ کیا چیز چاہئے؟'' میں نے ہنستے ہوئے مولانا خالد عابد اور حبیب الرحمٰن کی طرف دیکھا، مولانا خالد نے اوپر کی طرف اشارہ کیا،میں ہچکچایا کہ نہیں! اتنے میں پھر فرمایا: بولتے نہیں؟ میں نے کہا: اچھا یہ کلہاڑی دے دیں۔فرمانے لگے: ''یہ بزرگوں سے ہوتی ہوئی آئی ہے اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے مجھے دی تھی۔'' مولانا خالد عابد سے کہنے لگے:''پیار کیا تو ڈرنا کیا،چلو یہ نشانیٔ طوفانی بھی پیارے کلیم اللہ جی کو دے دو۔'' یہ اعلان کرنا تھا کہ میں تو خوشی سے نہال ہوگیا۔کیا باتیں اور یادیں اپنے باباجیؒ کی ذکر کروں،اب تو دل ان کی جدائی سے بہت رنجیدہ ہے۔

۲۵/دسمبر۲۰۲۱ءکو شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے ہمراہ گلدستہ کلب بہادر آباد کراچی میں ''تحفظ ختم نبوت سیمینار'' میں شرکت کے لئے جانا ہوا، وہاں سے واپسی پر حضرت شاہین ختم نبوت نے پوچھا: بھائی! وہ سرگودھا کی کیا رپورٹ ہے؟ میں نے عرض کیا: اب خبر لیتا ہوں موقع نہیں ملا بات کرنے کا، حضرت نے فرمایا: جلدی کرو،میاں!

۲۴/دسمبر۲۰۲۱ءکو صبح دس بجے بھائی حبیب الرحمٰن کی کال آئی باباجیؒ یاد کررہے ہیں، بات کراؤں؟ میں نے کہا: ابھی سبق میں ہوں، کہنے لگے: بہت زیادہ یاد کررہے ہیں۔میں نے کہا: چلو بات کراؤ، درس گاہ سے نکلتے ہوئے،مولانا ثاقب انیس کو ساتھ لیا،مسجد کے اندرونی حصہ میں داخل ہوا،اسپیکر موبائل کھولا،حضرت باباجیؒ سے گفتگو شروع کی۔ میں نے کہا: آواز میں بہت زیادہ ضعف ہے، کہنے لگے: بیٹے کھانا نہیں کھا رہا، دو دن ہوگئے ہیں۔ میں نے کہا: حضرت کچھ تو کھالیں، کہنے لگے: بھوک نہیں، میں نے کہا: اچھا فروٹ کے جوس منگوالیں وہ ہی پی لیں، کہنے لگے: بیٹے! رزق پورا ہوگیا، وقت پاس کر رہا ہوں۔میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ سلامت رکھے، حضرت! اللہ خیر فرمائیں گے، آپ کچھ کھالیں، کہنے لگے: حلق سے نہیں اترتا، چلو میرے لئے دعا کرنا،مولانا ثاقب سے کہا: آپ دعا فرمائیں،اللہ خاتمہ بالخیر فرمائیں۔فون رکھتے ہوئے کہنے لگے: بچے ٹھیک ہیں؟ میں نے کہا: الحمدللہ! کہنے لگے: بیٹے! بہادری سے ختم نبوت کا کام کرتے رہنا، لگتا ہے یہ کراچی والوں سے آخری گفتگو ہو،سفر بھی کراچی کا شاید اور نہ ہو۔

۲۵/دسمبر۲۰۲۱ءدوپہر ڈیڑھ بجے حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے حکم پر ابھی کال کرنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ انور بھائی کہنے لگے: میں شاہین ختم نبوت کو لے کر دفتر چلتا ہوں، میں نے مولانا محمد رضوان سے کہا: چلیں، آپ کو بلوچ پل پر چھوڑتا ہوں۔گاڑی میں بھائی عیاب بلوچ بھی موجود تھے،ابھی گاڑی گلی سے نکالی تھی کہ مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کی کال آئی،مولوی صاحب! کیسے ہو؟ باباجی کی طبیعت کیسی ہے؟ بات ہوئی،کوئی؟ میں نے کہا: کل صبح بات ہوئی تھی، فرمانے لگے: مفتی طاہر مسعود کا پیغام آیا ہے حضرت طوفانی سے متعلق۔ یہ سننا تھا کہ ہاتھ پاؤں پھول گئے۔فوراً کال منقطع کی اور بھائی حبیب الرحمٰن کو کال کی، ان سے بات نہ ہوئی۔حضرت باباجیؒ کے خادم خاص، خاتم النبیین سرگودھا کے جنرل سیکریٹری کو کال کی تو رونے کی آواز آئی اور بس پھر آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ بہت مشکل سے مولانا رضوان نے گاڑی قابو کرائی، بھائی عیاب بلوچ نے بھی دلاسا دیا۔اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

دفتر ختم نبوت پرانی نمائش کراچی پہنچا، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کو دیکھ کر جذبات پر قابو نہ رکھ سکا، حضرت مدظلہ کے گلے لگ کر خوب رویا، حضرت نے حوصلہ دیا، ہمت

(باقی صفحہ 20 پر)

حضرت تھانویؒ کے علوم ومعارف کے امین

حضرت اقدس صوفی محمد اقبال قریشی رحمۃ اللہ علیہ

حافظ مشتاق احمد، چک نمبر 335/WB تحصیل میلسی

یکم ستمبر ۲۰۲۱ء بروز بدھ بمطابق ۲۳/محرم الحرام ۱۴۴۳ھ صبح تقریباً دس بجے انتہائی افسوس ناک خبر موصول ہوئی کہ میرے پیرومرشد حضرت اقدس صوفی محمد اقبال قریشی ہارون آبادی قدس سرہ وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یہ ایسی خبر تھی کہ وقتی طور پر سنبھلا نہیں جارہا تھا۔ بندہ انتہائی غمزدہ ہے کہ ہم ایسے شیخ سے محروم ہوگئے ہیں کہ جنہوں نے ہماری اس طریقے سے اصلاح اور رہنمائی فرمائی جیسے ایک والد اپنی اولاد کو انگلی پکڑ کر چلنا سکھاتا ہے۔

بندہ کا تقریباً ۳۳ سال حضرت والاؒ سے بذریعہ خط وکتابت تعلق رہا اور وقتاً فوقتاً حضرتؒ کی خدمت میں ہارون آباد حاضری دیتا اور حضرتؒ کی صحبت اختیار کرتا۔ آخر عمر میں شدید علالت کی وجہ سے بندہ سے خط وکتابت ترک کردی تھی۔ پھر فون پر اجازت لے کر حضرتؒ کے پاس حاضر ہوتا اور حال دریافت کرکے اجازت لے کر واپس چلا آتا۔

اللہ تعالیٰ حضرت والا کی قبر کو جنت کا باغ بنائیں اور اپنے جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرمائیں۔ آمین۔

حضرتؒ کے مختصر حالات جو ماہنامہ ’’البلاغ‘‘ کراچی کے ’’مفتی اعظم نمبر‘‘ میں شائع ہوئے، پیش خدمت ہیں:

صوفی محمد اقبال قریشی ہارون آبادی:

آپ ستمبر ۱۹۴۵ء کو ’’جالنۃ‘‘ ضلع اورنگ آباد حیدرآباد دکن میں پیدا ہوئے۔ والد صاحبؒ قریشی اور ہاشمی اور والدہ صدیقی خاندان سے تھیں۔ آپؒ کے والد صاحبؒ نے ۱۹۵۲ء میں پاکستان کی طرف ہجرت کی اور آپؒ والدہ صاحبہ مرحومہ کے ساتھ ۱۹۵۴ء میں پاکستان آئے والدہ چھ ماہ بعد ہی انتقال کرگئیں اور کوٹلہ شیخاں علاقہ اوچ شریف بہاولپور میں دفن ہوئیں، کیونکہ آپ کے والد صاحبؒ بسلسلۂ ملازمت ان دنوں وہاں تھے اور والد صاحبؒ نے ۱۰/اکتوبر ۱۹۷۶ء کو اس جہانِ فانی کو چھوڑا۔ آپؒ نے باقاعدہ کسی دینی مدرسہ میں تعلیم حاصل نہیں کی۔ آپؒ جس علاقہ میں مقیم تھے، وہاں کے اکثر لوگ اگرچہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے ساتھ اصلاحی تعلق نہیں رکھتے تھے، مگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس طرف مائل کردیا اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ آپؒ نے ’’الابقاء کراچی‘‘ سے جاری کروایا۔ اس میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مواعظ اور ملفوظات پڑھ کر دل کی دنیا ہی بدل گئی۔ حضرت تھانویؒ کی کئی ایک تصانیف زیر مطالعہ رہیں۔

صوفیانہ مسلک:

۱۳/مئی ۱۹۶۶ء کو آپ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری نوراللہ مرقدہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری نوراللہ مرقدہ کی وفات کے بعد حضرت مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی طرف رجوع کیا۔ ۱۰/ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ کو بیعت عثمانی میں داخل فرمایا اور یکم مئی ۱۹۷۵ء کو لاہور میں دست بدست بیعت کی توفیق ملی۔ ۲۷/ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ کو حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ نے چاروں سلسلوں میں بیعت وتلقین کی اجازت عطا فرمائی۔ پھر حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کی وفات کے بعد عارف باللہ حضرت حاجی محمد شریف صاحبؒ (نواں شہر ملتان) سے اصلاحی تعلق قائم کیا، تو حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے بھی چاروں سلسلوں میں بیعت وتلقین کی اجازت دی۔ حضرت حاجی محمد شریف صاحب قدس سرہ کی وفات کے بعد آپ نے جامعہ خیرالمدارس کے ناظم جائیداد اور حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ کے خلیفہ اجل حضرت پیر سید قمر الدین شاہ صاحب کی طرف رجوع کیا اور طریقت وسلوک کی منازل طے کیں اور خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون کے سابق مہتمم سراج الامت حضرت مولانا جاوید حسین قدس سرہ کے مجاز عارف باللہ حضرت اقدس عبدالواحد صاحب قدس سرہ راولپنڈی نے ازخود اپنی طرف سے اجازت بیعت وتلقین عطا فرمائی۔

تصنیفی خدمات:

آپؒ کے مضامین ملک کے موقر مجلّات میں اکثر شائع ہوتے رہتے تھے۔ان کےعلاوہ کئی ایک مستقل تصانیف بھی ہیں،جوحسب ذیل ہیں:

(۱)معارف نانوتوی: اس میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتوی قدس سرہ کی مختصر سوانح کے ساتھ ان کے معارف وحکم کا بیان ہے جوحکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مواعظ، ملفوظات اور تصانیف سے جمع کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب دارالاشاعت کراچی سے شائع ہوئی ہے۔

(۲)معارف گنگوہی: قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے حکیمانہ ارشادات و فرمودات کا انمول ذخیرہ ہے۔دوسری بار اضافہ کے ساتھ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور سے طبع ہوئی ہے۔

(۳) معارف امدادیہ: حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے کلماتِ حکمت اور عارفانہ ارشادات کاایک ضخیم تذکرہ جومکتبہ رشیدیہ شاہ عالم مارکیٹ لاہور سے شائع ہوئی۔

(۴)جواہرات یعقوبی: حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتویؒ ابن مولانا مملوک علیؒ کے عارفانہ و عالمانہ ارشادات کا مجموعہ حصہ اول و دوم۔

(۵)اشرف البیان: حضرت تھانویؒ کے ملفوظات کا مجموعہ۔

(۶)اشرف الکلام، (۷)معارف گنجینۂ اشرفیہ، (۸)جواہرالحسن، (۹)اشرف اللطائف، (۱۰)اشرف الامثال، (۱۱)اشرف الآداب، (۱۲)تذکرہ حسن، (۱۳)احکام الازدواج، (۱۴)معارف شیخ الہندؒ، (۱۵)معارف تھانویؒ، (۱۶)معارف گنج مرادآبادیؒ، (۱۷)تہذیب الاخلاق، (۱۸)فیضانِ مجدد ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور سے شائع ہوئی، (۱۹)ضرورت مرشد، (۲۰) جواہرات حکیم الامت، (۲۱) خطبات جمعہ، (۲۲)مکتوبات وملفوظات اشرفیہ، جس میں حاجی محمد شریف صاحبؒ کی حضرت تھانوی قدس سرہ سے خط وکتابت ہوئی، جوآج کل اصلاحِ دل کے نام سے ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان شائع کررہا ہے۔اس کےعلاوہ کافی ملفوظات اور مواعظ جوحضرت تھانوی کے تھے اس پر کافی کام کیا ہے۔مواعظ حکیم الامت اور اشرف التفاسیر پر بھی کام کیا ہے۔

(ماہنامہ البلاغ کراچی مفتی اعظم نمبر۱۰۲۶)

حضرت تھانویؒ کے علوم و معارف کے امین:

حضرت صوفی محمد اقبال قریشیؒ اصل میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے علوم ومعارف کے امین تھے۔حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مواعظ وملفوظات پر بہت کام کیا،حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے الفاظ کوبعینہ نقل فرماتے، اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت صوفی محمد اقبال قریشی قدس سرہ کی جملہ خدمات جلیلہ کوقبول فرمائیں اور متعلقین اورتمام سلسلہ والوں کواس سے فیض اٹھانے کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین۔

اولاد:

حضرت قریشیؒ کی اولاد میں سات لڑکیاں اور دولڑکے ہیں۔جن میں سے بڑے بیٹے ماسٹر عبدالرحمٰن ہیں جو ہارون آباد شہر کے اسکول میں پڑھاتے ہیں، چھوٹے بیٹے عالم و حافظ مولانا قاری ملک ارشد قریشی صاحب ہیں جو ابتدائی درجات میں مولانا مشرف علی تھانویؒ کے مدرسہ دارالعلوم اسلامیہ انارکلی لاہور میں پڑھتے رہے اور دورۂ حدیث شریف جامعہ اشرفیہ لاہور سے کیا۔ اللہ تعالیٰ تمام لواحقین کو صبر جمیل نصیب فرمائیں۔

نماز جنازہ:

حضرت صوفی صاحب قدس سرہ کی کل عمر ۷۶سال ہوئی۔نماز جنازہ یکم ستمبر۲۰۲۱ءبروز بدھ عصر کے بعد مرکزی عیدگاہ جنازہ گاہ ہارون آباد شہر میں ان کے خلیفہ، مدرسہ مدینۃ العلم عارف والا کے مدیر حضرت مولانا محمد طارق ندیم صاحب مدظلہ کی امامت میں ادا کی گئی۔نماز جنازہ کے بعد ہارون آباد کے بڑے قبرستان میں حضرتؒ کی تدفین عمل میں آئی۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اِک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

حضرت شیخؒ نے اپنے وصیت نامہ میں اپنے خلفاء کرام کے نام بھی درج فرمائے تھے جو پیش خدمت ہیں:

(۱) الحاج اصغرخان صاحب مدظلہ، حال مقیم سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، مکان نمبر 224-B، بلاک 12، گلستان جوہر کراچی (آپ پہلے ہی سے حضرت حاجی فاروق صاحبؒ اور حضرت الحاج نواب عشرت علی خان قیصر صاحبؒ کے مجاز تھے)۔

(۲) حافظ مشتاق احمد صاحب، حال امام مسجد چک نمبر335-WB براستہ قطب پور تحصیل

(باقی صفحہ 26پر)

کرسی پر نماز کی فقہی تحقیق

مفتی محمد شعیب اللہ خاں، بنگلور

گزشتہ سے پیوستہ

دررالحکام میں ہے کہ: ’’جب قیام کرنا بیماری کی وجہ سے متعذر و مشکل ہوجائے یا کھڑے ہونے سے بیماری کے بڑھ جانے کا خوف ہو یا بیماری کے دیر سے درست ہونے کا اندیشہ ہو یا سر چکرانے کا ڈر ہو یا کھڑے ہونے سے شدید تکلیف محسوس کرے تو بیٹھ جائے۔‘‘ (دررالحکام)

علامہ شامیؒ لکھتے ہیں: ’’یعنی مصنف نے عذر سے عذرِ حقیقی مراد لیا ہے، اس طور پر کہ کھڑا ہوتو گرجائے، یا حکمی مراد لیا ہے؛ اس طور پر کہ اسے بیماری کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو، یا کھڑے ہونے کی وجہ سے صحت یابی میں تاخیر کا اندیشہ ہو، یا سر چکرانے کا اندیشہ ہو، یا کھڑے ہونے میں سخت تکلیف محسوس کرے، تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔‘‘ (درمختار وردالمختار)

یہ تو شدید تکلیف کا حکم ہے، اور اگر کسی کو تکلیف تو ہوتی ہے مگر تھوڑی بہت جو قابل برداشت ہے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں اور اس کو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ’’فان لَحِقَہ نوعُ مَشقَّۃٍ لم یجز ترکُ ذٰلِکَ القِیَامِ‘‘ (یعنی اگر کھڑے ہونے میں معمولی تکلیف لاحق ہوتو قیام کا چھوڑنا جائز نہیں)۔ (فتاویٰ ہندیہ)

اور علامہ ابن الہمامؒ نے فتح القدیر میں، علامہ زیلعیؒ نے تبیین الحقائق میں اور علامہ المیدانیؒ نے اللباب فی شرح الکتاب میں لکھا ہے کہ: ’’فان لَحِقَہ نوعُ مشقّۃٍ لم یَجُز ترکُ القیامِ بِسَبَبِھَا‘‘ (یعنی اگر کھڑے ہونے میں معمولی تکلیف لاحق ہوتو اس کی وجہ سے قیام کا چھوڑنا جائز نہیں)۔ (فتح القدیر، تبیین الحقائق)

(۴) جو شخص اوپر کی تفصیل کے مطابق کسی بھی طرح قیام نہیں کرسکتا، اور بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے تو وہ زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرے، اور اگر خود بیٹھ نہیں سکتا؛ لیکن کسی دوسرے شخص یا چیز جیسے دیوار، وغیرہ کے اوپر ٹیک لگا کر بیٹھ سکتا ہے تو اس کو کسی کے اوپر ٹیک لگا کر بیٹھنا ضروری ہے۔

المحیط البرہانی میں ہے کہ: امام محمد نے اپنی کتاب ’’الاصل‘‘ میں یہ صورت ذکر نہیں کی کہ اگر ایک شخص ٹھیک سے بیٹھ نہیں سکتا، اور ٹیک لگا کر یا کسی دیوار یا انسان وغیرہ پر سہارا لے کر بیٹھ سکتا ہوتو امام شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا کہ ہمارے مشائخ نے کہا کہ اس کے لئے کسی کے سہارے سے یا ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے نماز پڑھے تو جائز ہے، اور لیٹ کر نماز پڑھے تو جائز نہیں)۔ (المحیط البرہانی)

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ: ’’اور جب ٹھیک سے بیٹھنے پر قادر نہ ہو؛ بلکہ ٹیک لگا کر یا کسی دیوار یا انسان کا سہارا لے کر بیٹھنے پر قادر ہوتو ضروری ہے کہ وہ نماز پڑھے ٹیک لگا کر یا سہارا لے کر اور اس کے لئے لیٹ کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔‘‘ (فتاویٰ ہندیہ)

(۵) اور جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے اور رکوع وسجدہ بھی کرسکتا ہے وہ بیٹھ کر ہی رکوع وسجدہ کرلے، لہٰذا جو شخص زمین پر بیٹھ کر رکوع وسجدے کے ساتھ نماز ادا کرسکتا ہے، اسکو رکوع وسجدہ کرنا فرض ہے، کیونکہ وہ اس پر قادر ہے اور یہ دونوں بھی نماز میں فرض ہیں۔

امام قدوری فرماتے ہیں کہ: ’’اذا تعذَّرَ علی المریض القیامُ صلّی قاعداً یَرکَعُ ویَسجُدُ‘‘ (جب مریض پر قیام دشوار ہوجائے تو بیٹھ کر رکوع وسجدہ کرتے ہوئے نماز پڑھے)۔ (الجوہرۃ)

الاختیار لتعلیل المختار میں ہے کہ: ’’جب قیام سے عاجز ہوجائے یا قیام سے مرض بڑھ جانے کا خوف ہوتو بیٹھ کر رکوع وسجدہ کرتے ہوئے نماز ادا کرے۔‘‘ (الاختیار لتعلیل المختار)

اس سے معلوم ہوا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والا اگر رکوع وسجدے پر یا ان میں سے ایک پر قادر ہے تو اس کو بیٹھ کر رکوع وسجدہ کرنا لازم ہے، ورنہ اس کی نماز نہیں ہوگی۔

(۶) جو شخص زمین پر بیٹھ سکتا ہے، مگر رکوع وسجدے کے لئے جھک نہیں سکتا وہ بیٹھ کر رکوع وسجدے کے لئے اشارہ کرلے، اسی طرح جو شخص

رکوع وسجدے کے لئے جھکنے میں شدید تکلیف محسوس کرتا ہے جو ناقابل برداشت ہوتو وہ بھی رکوع وسجدے کا اشارہ کرسکتا ہے۔

فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ:’’فان لم یستطع الرکوع والسجود وم ایماء‘‘ ...پس اگر رکوع وسجود نہ کرسکے تو اشارے سے کرلے...۔(الجوہرۃ،البحرالرائق)

(۷) اور اگر کوئی شخص اس قدر بیمار ہے کہ وہ بیٹھ کر رکوع وسجدہ نہیں کرسکتا،تو اس کو چت لیٹ کر یا پہلو پر لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھنے کی اجازت ہے اور اس کو چاہیے وہ سر سے رکوع وسجدے کا اشارہ کرے اور سجدہ کا اشارہ رکوع کے اشارے سے زیادہ کرے۔

الجوہرۃ میں ہے کہ:’’فان لم یستطع القعود استلقٰی علیٰ ظھرہ الخ‘‘(پس اگر بیٹھنے کی طاقت نہ ہو تو پیٹھ کے بل لیٹ جائے الخ)۔(الجوہرۃ)

البحرالرائق میں ہے کہ:’’اگر بیٹھنا دشوار ہو جائے تو چت لیٹ کر یا اپنے بازو پر لیٹ کر اشارے سے پڑھے۔‘‘(البحرالرائق)

اس تفصیل سے بیماروں و معذوروں کو شریعت کی دی ہوئی سہولت اور اسی کے ساتھ اس کی شرائط کا بھی علم ہوگیا،جس کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ ان فرائض کے ادا کرنے کی جس قدر طاقت و گنجائش ہے اس قدر ان کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے،جہاں ممکن نہ ہو یا ممکن تو ہو مگر زیادہ پریشانی و تکلیف ہوتی ہو، وہاں ان فرائض کو چھوڑنے کی اوپر کی تفصیل کے مطابق گنجائش ہے۔

کرسی پر نماز کا مسئلہ:

اب سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے زمین پر بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو،لیکن کرسی پر بیٹھ سکتا ہے،اس کا کیا حکم ہے؟

(۱) مثلاً ایک شخص کا ایکسیڈنٹ ہوا اور کمر میں راڈ داخل کی گئی ہے جس کی وجہ سے وہ کرسی پر بیٹھ سکتا ہے؛ مگر جھک نہیں سکتا، بیٹھ نہیں سکتا اور رکوع یا سجدہ نہیں کرسکتا۔

(۲) ایک شخص اس قدر کمزور ہے کہ اٹھنا بیٹھنا اس کے لئے دشوار ہے،اگر اٹھتا بیٹھتا ہے تو ناقابل برداشت تکلیف میں مبتلا ہوجاتا ہے۔لہٰذا وہ کرسی پر بیٹھ کر اپنے کام کاج کرتا ہے اور اسی میں نماز بھی پڑھ لیتا ہے۔

(۳) ایک شخص کو موٹاپے کی وجہ سے زمین پر بیٹھنے میں شدید تکلیف ہوتی ہے، اگرچہ وہ چل سکتا ہے اور قیام بھی کرسکتا ہے؛مگر بیٹھ نہیں سکتا،لہٰذا کرسی پر ہی اس کو اپنے تمام دنیوی کام بھی کرنے پڑتے ہیں اور نماز بھی وہ اسی پر پڑھتا ہے۔

(۴) ایک شخص اس قدر کمزور یا بیمار ہے کہ زمین پر از خود نہیں بیٹھ سکتا اور اگر بیٹھ گیا تو اٹھ نہیں سکتا؛ بلکہ اس کو اس صورت میں ایک دو آدمیوں سے مدد لینی پڑتی ہے اور بعض دفعہ کوئی ایسا خادم یا اعانت کرنے والا میسر نہیں ہوتا؛ لہٰذا وہ اس پریشانی کی وجہ سے کرسی پر ہی نماز پڑھ لیتا ہے۔

(۵) بعض بیماریاں ایسی ہوتی ہیں جن میں ڈاکٹروں کی ہدایت ہوتی ہے کہ نیچے نہ بیٹھا جائے، ورنہ بیماری کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہے، اس وجہ سے بھی کرسی پر نماز کی ضرورت کسی کو پیش آسکتی ہے۔

ظاہر ہے ان تمام صورتوں اور اس طرح کی صورتوں میں عذر معقول موجود ہے اور اس کا اعتبار کرنا شرعاً بھی درست ہے؛ لہٰذا اس قسم کے اصحاب اعذار کو کرسی پر نماز کی اجازت ہونی چاہئے، کیونکہ اوپر خود فقہاء کرام کے کلام میں یہ ضابطہ ہم نے پڑھ لیا ہے کہ: طاعت بقدر طاقت ہوا کرتی ہے۔ جب اس قسم کے اعذار میں نیچے بیٹھ کر نماز کی طاقت نہیں یا نیچے بیٹھنا بڑا مشکل ہے تو کرسی پر پڑھنے کی اجازت ایک معقول بات بھی ہے اور اصول فقہیہ کی روشنی میں شرعی بات بھی ہے۔لیکن اس جگہ وہی دو باتیں ذہن نشین ہونی چاہئیں: ایک تو یہ کہ عذر موجود ہو، بلا عذر کرسی پر نماز پڑھنا گناہ بھی ہے اور اس کی وجہ سے نماز ہوتی بھی نہیں اور دوسری بات یہ کہ معمولی اور چھوٹا موٹا عذر نہیں؛ بلکہ معقول و شرعاً معتبر عذر ہو، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی یا تو سکت و طاقت ہی نہ ہو، یا طاقت تو ہو؛ مگر اس سے ناقابلِ برداشت تکلیف و درد ہوتا ہو، یا زمین پر بیٹھنے سے بیماری و تکلیف کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو۔اس صورت میں کرسی پر نماز کی اجازت ہے۔

محورسوم: عذر سے کرسی پر نماز کے جواز کی دلیل:

اب رہا یہ سوال کہ عذر کی وجہ سے کرسی پر نماز کے جواز کی دلیل کیا ہے؟ اس مسئلے کی دلیل میں احقر کو ایک فقہی نظیر بھی الحمدللہ مل گئی جس سے اس مسئلے پر اچھی طرح روشنی پڑتی ہے۔ وہ یہ کہ حضرات فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ بعض صورتوں میں سواری کے جانور پر بیٹھے ہوئے بھی نماز کی گنجائش ہے۔مثلاً:

(۱) کسی جگہ زمین میں کیچڑ ہی کیچڑ ہے اور وہاں زمین پر اتر کر نماز نہیں پڑھی جاسکتی تو ایسی جگہ جانور ہی پر بیٹھ کر نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

(۲) اسی طرح کسی کا جانور سرکش ہے،جس

کی وجہ سے اس پر سوار ہونا کارے دارد، لہٰذا اگر اس سے اتر گئے تو دوبارہ اس پر سوار ہونے میں مشکل پیش آئے گی تو اس جانور ہی پر نماز پڑھ لینے کی گنجائش ہے۔

(۳) اسی طرح اگر جانور سے اترنے کی صورت میں کسی چور وڈاکو یا درندے کی جانب سے جان کا خطرہ ہو تو جانور پر بیٹھے ہوئے نماز جائز ہے۔

(۴) بوڑھا آدمی جانور پر سوار ہے اگر اترے گا تو دوبارہ بیٹھنا مشکل ہے، تو اس کو سواری ہی پر نماز کی اجازت ہے۔

(۵) کوئی بیمار ہے اور اس کی وجہ سے سواری سے اتر نہیں سکتا تو اس کو بھی جانور ہی پر سوار ہوتے ہوئے نماز جائز ہے۔

کرسی پر نماز کی فقہی نظیر:

درج ذیل عبارات میں ان مسائل کا ذکر موجود ہے۔ الجوہرۃ النیرۃ میں جانور پر نفل نماز جائز ہونے کے مسئلے کے ضمن میں ''نفل نماز'' کی قید کیوں لگائی ہے، اس کا فائدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''کیونکہ بلا عذر جانور پر بیٹھ کر فرض نماز جائز نہیں ہوتی اور عذر یہ ہے کہ جانور سے اترنے سے کسی درندے یا چور کا اپنے اوپر یا جانور پر خوف ہو یا گارا وکیچڑ ہو جس سے زمین پر کوئی سوکھی جگہ نہ پائے، یا جانور سرکش ہو کہ اگر سواری سے اترے تو دوبارہ سوار ہونا بغیر کسی کی مدد کے ممکن نہ ہو، یا بوڑھا آدمی ہو جس کو سوار ہونا ممکن نہ ہو اور کوئی سوار کرانے والا نہ ملے، تو ان تمام احوال میں جانور پر بیٹھے ہوئے فرض نماز جائز ہے۔'' (الجوہرۃ النیرۃ)

اور یہی بات تبیین الحقائق میں ہے کہ: ''اور عذر یہ ہے کہ جانور سے اترنے سے کسی درندے یا چور کا اپنے اوپر یا جانور پر خوف ہو، یا گارا وکیچڑ ہو، جس میں چہرہ رکھنے سے اندر دھنس جائے اور زمین پر کوئی سوکھی جگہ نہ پائے، یا جانور سرکش ہو کہ اگر سواری سے اترے تو دوبارہ سوار ہونا بغیر مشقت کے ممکن نہ ہو، یا کوئی بوڑھا آدمی ہو جس کو سوار ہونا ممکن نہ ہو اور کوئی سوار کرانے والا نہ ملے، تو ان تمام احوال میں جانور پر بیٹھے ہوئے فرض نماز جائز ہے۔'' (تبیین الحقائق)

البحر الرائق اور رد المحتار میں ہے: ''اسی طرح جو مریض سوار ہو جب سواری سے اترنے پر اور اتارنے والے پر قدرت نہ ہو۔'' (البحر الرائق، شامی)

الاختیار لتعلیل المختار میں ہے کہ: ''مریض شخص جو سواری پر سوار ہوا اگر اتارنے والے پر قدرت نہ ہو تو وہ فرض نماز سواری ہی پر اشارے سے پڑھ لے، اسی طرح اس وقت بھی جب سواری سے اترنے پر مرض کی وجہ سے یا بارش یا گارے یا دشمن کی وجہ سے قدرت نہ ہو۔'' (الاختیار)

اور تحفۃ الفقہاء میں ہے کہ: ''رہی فرض نماز تو وہ سواری پر دو شرطوں سے جائز ہے: ایک یہ کہ شہر سے باہر ہو خواہ سفر کی وجہ سے یا اپنی زمین کی جانب جانے کے واسطے، دوسری شرط یہ کہ اس کے ساتھ عذر ہو جو سواری سے اترنے سے مانع بنے۔'' (تحفۃ الفقہاء)

ان تمام عبارات میں دابہ یعنی سواری کے جانور پر نمازِ فرض کی اجازت دی گئی ہے، اور ان سب کو قیام ورکوع وسجود کے ساقط ہونے کے لئے عذر مانا گیا ہے۔ اور ہر کوئی جانتا ہے کہ جانور پر بیٹھنے کی ہیئت تقریباً وہی ہوتی ہے جو کرسی پر بیٹھنے کی ہوتی ہے، اور اس پر نماز کی صورت بھی تقریباً وہی ہوتی ہے جو کرسی پر نماز کی ہوتی ہے، لہٰذا ان اعذار میں جانور پر نماز کا جواز دراصل کرسی پر نماز کے جواز کی واضح نظیر ہے۔

حدیث وآثار سے استدلال:

اور فقہاء کرام نے یہ مسئلہ ایک حدیث سے مستنبط کیا ہے، جسے ترمذی، احمد، بیہقی اور دارقطنی وغیرہ محدثین نے حضرت یعلی بن مرہؓ سے روایت کیا ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ ایک تنگ جگہ پہنچے جبکہ آپ سواری پر سوار تھے اور اوپر سے آسمان برس رہا تھا اور نیچے تری وکیچڑ تھا، پس نماز کا وقت آ گیا تو آپ نے مؤذن کو حکم دیا تو اس نے اذان دی اور اقامت کہی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر آگے بڑھے اور لوگوں کو اشارے سے نماز پڑھائی، سجدے کا اشارہ رکوع کے شارے سے زیادہ پست کیا۔'' (ترمذی، مسند احمد، سنن بیہقی، دارقطنی)

اس حدیث کے بارے میں علماء محدثین کا اختلاف ہے کہ یہ کس درجے کی ہے؟

اور ابن حجرؒ نے ''**التلخيص الحبير**'' میں لکھا کہ: ''**قال عبد الحق: اسناده صحيحة، والنووی: اسناده حَسَنة، وضعَّفهُ البيهقة وابنُ العربة وابنُ القطان لحال عمرو بن عثمان**۔'' (التلخیص الحبیر)

اور ابن عبد البرؒ نے ''التمہید'' میں کہا کہ: ''**ليس اسناده بِشَيءٍ**۔'' (التمہید)

معلوم ہوا کہ اس کی صحت کے بارے میں اختلاف ہے، تاہم اس کی صحت حضرت انس بن مالکؓ کے ایک اثر سے ہوتی ہے؛ کیونکہ محدثین کے نزدیک حدیث کی تقویت کا ایک ذریعہ آثار صحابہ کا اس کے موافق ہونا بھی ہے۔

چنانچہ امام طبرانی نے حضرت ابن سیرین سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ: ”ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفے سے آئے یہاں تک کہ جب ہم اطیط مقام پر تھے تو ہم نے اس حال میں صبح کی کہ زمین میں کیچڑ و پانی تھا، پس حضرت انسؓ نے فرض نماز جانور پر پڑھی۔“ (معجم طبرانی کبیر)

اور علامہ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں اس حدیث کے بارے میں فرمایا کہ: ”رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ ثقات۔“ (مجمع الزوائد)

اور یہ حدیث دوسرے الفاظ سے امام ابن ابی شیبہ اور امام عبدالرزاقؒ نے بھی روایت کی ہے۔ امام عبدالرزاق کے الفاظ یہ ہیں کہ ابن سیرین نے فرمایا کہ: ”کُنتُ مَعَ نَسِ بنِ مَالِکٍ فِی یَومٍ مَطِیرٍ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِطِیطٍ وَالرضُ فَضفَاض، صَلّٰی بِنَا عَلٰی حِمَارِہ صَلاۃَ العَصرِ یُومِ بِرَسِہ اِیمَاء اً وَجَعَلَ السُّجُودَ خفَضَ مِنَ الرُّکُوعِ۔“ (مصنف عبدالرزاق)

اور ابن ابی شیبہ کے الفاظ اس طرح ہیں کہ ابن سیرین نے کہا کہ: ”اَقبَلتُ مَعَ اَنسٍ مِنَ الکُوفَۃِ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بَطَّطٍ، وَقَدخَذَنَا السَّمَاءُ قَبلَ ذٰلِکَ، وَالرضُ ضَحضَاح، فَصَلّٰی اَنَسٍ وَھُوَ عَلٰی حِمَارٍ مُستَقبِلَ القِبلَۃِ، وَومَ اِیمَاءً، وَجَعَلَ السُّجُودَ اَخفَضَ مِنَ الرُّکُوعِ۔“ (مصنف ابن ابی شیبہ)

جب حضرت انسؓ کے عمل کا صحیح طور پر ثبوت ہو گیا کہ انہوں نے بھی کیچڑ کی وجہ سے جانور پر بیٹھے بیٹھے نماز پڑھی تو اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اوپر کی حدیث بھی صحیح ہے؛ کیونکہ یہ حدیث اس کی تائید کر رہی ہے؛ لہٰذا اس حدیث اور حضرت انس بن مالکؓ کے اثر سے معلوم ہوا کہ ضرورت پر جانور پر بیٹھے بیٹھے رکوع و سجدے کا اشارہ کرتے ہوئے نماز ہو سکتی ہے اور اس کی گنجائش ہے اور جیسا کہ عرض کیا گیا یہ نظیر ہے کرسی پر نماز کی، لہٰذا معلوم ہوا کہ ضرورت و عذر کی بنا پر کرسی پر نماز جائز ہے۔

☆☆..................☆☆

مولانا محمد اقبال شیروانی رحمۃ اللہ علیہ جھنگ

مولانا محمد اقبال شیروانی رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد افغانستان سے ہندوستان ہجرت کر کے آئے اور آپ پٹھانوں کے شیروانی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ہندوستان سے جھنگ آ گئے۔ آپ نے تمام علوم جھنگ کے معروف عالم دین مولانا مفتی عبدالحلیم رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے۔ حضرت مفتی صاحب کی سفارش پر انہیں جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور کے بانی حضرت مولانا سیّد حامد میاں رحمۃ اللہ علیہ نے سندِ فضیلت عطا فرمائی۔ علومِ اسلامیہ کی تحصیل کے بعد محکمہ اوقاف میں چلے گئے اور کورٹ روڈ جھنگ صدر کی جامع مسجد کے خطیب مقرر ہوئے اور اسی مسجد کی امامت و خطابت سے ریٹائر ہوئے۔ جمعیت علماء اسلام سے ۱۹۷۰ء سے وابستہ چلے آ رہے تھے۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے شیخ محمد اقبال ایم پی اے منتخب ہوئے اور دوسرا حلقہ کھروڑپکا سے رانا رب نواز (نون) منتخب ہوئے۔ بدقسمتی سے حکمرانوں کا دباؤ برداشت نہ کر سکے اور دونوں ایم پی اے پیپلز پارٹی میں چلے گئے۔ مولانا محمد اقبال اوقاف کے ملازم ہونے کے باوجود ملازمت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جمعیت علماء اسلام سے تاحیات وابستہ رہے۔ چند سال قبل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ کے ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے، جبکہ امیر مولانا سیّد مصدوق حسین شاہ مدظلہ اور مولانا غلام حسین مدظلہ مبلغ رہے۔ موخر الذکر کے فالج کا مریض ہونے کی وجہ سے نوجوان عالم دین مولانا محمد سلمان کو مبلغ بنا کر بھیجا گیا۔ موصوف نئے مبلغ کے ساتھ ویسے ہی تعاون کرتے رہے، جیسے مولانا غلام حسین مدظلہ کے ساتھ۔ موصوف ہمارے شیخ پیر طریقت حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ دامت برکاتھم کے مسترشدین بلکہ خلفاء کرام میں سے تھے۔ حضرت شاہ صاحب ان کی مسجد میں تقریباً ہر ماہ مجلس ذکر کراتے، کچھ عرصہ سے جگر کے مریض چلے آ رہے تھے کہ وقت موعود آن پہنچا، ۲۲/دسمبر ۲۰۲۱ء کو روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ متحرک اور فعال عالم دین تھے۔ ۲۲/دسمبر کو عصر کی نماز کے بعد آپ کے پیر بھائی اور حضرت شاہ صاحب مدظلہ کے خلیفہ مولانا ندیم احمد قاسمی مدظلہ فاضل دیوبند کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور آپ کو آدھی وال جھنگ کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین بچے سوگوار چھوڑے، ساری زندگی کرایہ کے مکان میں گزار دی۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور ان کے یتیم بچوں کی کفالت فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی میں

قراردادِ ختم نبوت

جناب پیر محمد مظہر سعید شاہ

نبوت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور تاجدار ختم نبوت سیّد المرسلین، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم بنایا، وہاں خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز آپ کو عطا کیا گیا۔ ختم نبوت کا عقیدہ پورے دین کی اساس ہے۔ اسی عقیدے پر پورے دین کی حفاظت اور بقا ہے۔ اگر عقیدہ ختم نبوت محفوظ ہے تو پورا دین محفوظ ہے۔ اس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبوت کے جھوٹے دعویداروں کا تعاقب کیا اور نبوت کے ۲۳ سالہ دور میں مختلف اسلامی غزوات میں کل ۱۵۹ جبکہ مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں ۱۲۰۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین و تابعینؒ نے جامِ شہادت نوش کیا۔ خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’میرے بعد تیس نبوت کے دعویدار ہوں گے، جو سب کے سب دجال اور کذاب ہوں گے۔‘‘

گزشتہ صدی کا سب سے بڑا دجال مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ جس نے عالمی استعمار کی زیر سرپرستی نبوت کا دعویٰ کیا، جس کے پیروکار کشمیر کو قادیانی ریاست بنانے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔ کشمیر کا مسئلہ پیچیدہ بنانے میں بھی قادیانیوں کا کردار بالکل واضح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کشمیر سے تعلق رکھنے والے عالم اسلام کے ممتاز محدث علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور ان کے رفقاء نے بہاولپور کی اسلامی ریاست کی اعلیٰ عدالت میں قادیانیت کو اسلام اور مسلمانوں سے الگ کافر و مرتد قرار دینے کے لئے ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۵ء تک چلنے والے مقدمہ بہاولپور میں بھرپور حصہ لیا جو حق و باطل کا عظیم معرکہ کے طور پر تاریخ میں پہچانا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں علامہ اقبال مرحوم، حضرت مولانا پیر سیّد مہر علی شاہؒ، امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا مفتی محمودؒ، علامہ محمود احمد رضویؒ، علامہ شاہ احمد نورانیؒ، حضرت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ، میر واعظ کشمیر مولانا محمد یوسف شاہؒ سمیت تمام

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، گڈاپ ٹاؤن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ گڈاپ ٹاؤن کراچی کے زیر اہتمام تیسری سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس ۲۱؍دسمبر ۲۰۲۱ء کو جامع مسجد امام بخاریؒ سلطان آباد منگھوپیر میں منعقد ہوئی۔ پہلی نشست بعد از نماز مغرب منعقد ہوئی۔ افتتاحی کلمات مولانا شاکر اللہ خیسوری نے ارشاد فرمائے۔ تلاوت کلام پاک حضرت قاری عبدالجلیل اصغر صاحب نے کی۔ ہدیۂ نعت ڈاکٹر شاکر اللہ ہمدرد نے پیش کیا۔ حضرت مولانا احسن راجہ صاحب کے بیان کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا انور بدخشانی دامت برکاتہم العالیہ نے قیمتی نصائح ارشاد فرمائیں اور کانفرنس کے انعقاد پر مبلغین ختم نبوت کا شکریہ ادا کیا۔ دوسری نشست کا آغاز بعد نماز عشاء قاری رمیز احمد مالکی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ مشہور و معروف نعت خواں حافظ منیر احمد نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ بعد ازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے مبلغ مولانا عتیق الرحمن صاحب، مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد صاحب، استاذ العلماء شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے بالترتیب بیانات ہوئے۔ جن میں علماء کرام اور عوام الناس نے بھرپور شرکت کی۔ کانفرنس کی نگرانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ گڈاپ ٹاؤن کے نگران قاری ظفر اقبال صاحب نے کی۔ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو قبول فرمائے، جن حضرات نے اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے کوششیں کیں، اللہ پاک ان سب کی تمام مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور دونوں جہانوں میں اپنے شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

مکاتب فکر کے علماء کرام نے ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں اسمبلی کے اندر اور باہر بھرپور جدوجہد کی۔ جس کے نتیجہ میں جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دورِ اقتدار میں پاکستان میں اور جناب مجاہد اول سردار محمد عبدالقیوم خان کے دور میں آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو کافر اور مرتد قرار دیا۔

بعدازاں ۸۳-۱۹۸۴ء میں صدر پاکستان ضیاء الحق شہیدؒ نے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے ذریعہ قانون سازی کی ۲ تا ۶ رفروری ۲۰۱۸ء میں آزاد ریاست جموں کشمیر کی اسمبلی اور کشمیر کونسل نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے متفقہ طور پر قانون سازی کی، جبکہ حالیہ دور میں پنجاب اسمبلی، خیبر پختونخوا اور وفاق میں بھی متعدد اقدامات کئے گئے ہیں۔

ان حالات میں آزاد کشمیر کی قانون ساز اسمبلی کے اس معزز ایوان کی طرف سے اتفاق رائے سے یہ قرارداد پیش کرتے ہوئے آزاد حکومت ریاست جموں کشمیر سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ:

۱:... تمام سرکاری و غیر سرکاری دینی و عصری تعلیمی اداروں میں عقیدۂ ختم نبوت کی مناسبت سے مختصر اور جامع نصاب جو قبل ازیں خیبر پختونخوا میں بھی شامل نصاب کیا گیا ہے، اس نصاب کو آزاد کشمیر کے تعلیمی نصاب میں بھی شامل کیا جائے۔

۲:... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی تمام دستاویزات میں یوں تحریر کیا جائے: ’’رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔‘‘

۳:... آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی کا یہ ایوان آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی کی جدید عمارت کو ختم نبوت کے متعلق قرآن کریم کی آیت مبارکہ: ’’مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ‘‘ (الاحزاب:۴۰)

اور حدیث پاک: ’’میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔‘‘ ترجمہ کے ساتھ نیز ’’مہر نبوت‘‘ خوبصورت رسنہرے حروف کے ساتھ اسمبلی کی اس جدید عمارت نیز تمام سرکاری عمارات اور اداروں میں مذکورہ آیت اور حدیث کلمہ طیبہ کے ساتھ آویزاں کی جائیں۔ نیز ختم نبوت چوک چھتر دومیل کا خوبصورت ڈیزائن بنا کر آیت و حدیث ختم نبوت اور مہر نبوت آویزاں کیا جائے۔

۴:... ریاست کے تمام سرکاری افسران، ملازمین اور باشندگان ریاست جو مسلمان ہیں بوقت تقرری تعیناتی اور بوقت نکاح عقیدۂ ختم نبوت کا حلف لے کر ریکارڈ کا حصہ بنایا جائے۔

۵:... ۱۹۷۳ء سے اب تک آزاد کشمیر اسمبلی کی طرف سے منظور شدہ تمام قراردادوں کو یکجا طور پر شائع کیا جائے اور پاکستان کی قومی اسمبلی کی کارروائی نیز ختم نبوت کے حوالہ سے جملہ قوانین، عدالتی فیصلہ جات کو آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی کی لائبریری میں محفوظ کیا جائے۔

۶:... عقیدۂ ختم نبوت، ناموس رسالت اور ناموس صحابہ و اہل بیتؓ کے تحفظ کے لئے پہلے سے موجود قوانین پر عمل درآمد کیا جائے۔

پیر محمد مظہر سعید شاہ

رکن آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی وپارلیمانی سیکریٹری،

(سینئر نائب امیر و چیئرمین رابطہ کمیٹی AJKJUI)

بقیہ:...... میرے حضرت باباجیؒ کی چند یادیں

دلائی فوری طور پر کراچی تا لاہور کی پی آئی اے کی ٹکٹ کرائی، وہاں رات دس بجے پہنچے۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی ایئرپورٹ پر لینے کے لئے موجود تھے، ان کے ساتھ چناب نگر صبح چار بجے پہنچے، بعد نماز فجر سرگودھا کے لئے مولانا محمد انس کی معیت میں نکلے۔ سرگودھا شہر میں داخل ہوئے۔ یہاں کی فضا بھی مغموم اور سوگوار محسوس ہوئی۔

مرکز ختم نبوت لکڑ منڈی پہنچے، جیسے ہی حضرت پیارے باباجیؒ کے جسد خاکی پر نظر پڑی تو ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے۔ میرے پیارے باباجیؒ آرام سے سوئے ہوئے تھے، لگتا تھا جنت کے نرم و گداز بستر پر محو استراحت ہیں۔

حضرت شاہین ختم نبوت نے فرمایا: واہ سبحان اللہ! زندگی بھر ختم نبوت کا کام کرتے ہوئے گزرے، آنکھ بند کرتے ہی جنت میں پہنچ گئے۔ یوں تو جو آیا ہے جانے کے لئے آیا ہے، ایک دن سب نے جانا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ پیارے باباجیؒ یاد بہت آئیں گے۔ ہمیشہ حضرت باباجیؒ فرماتے تھے: ’’وہ سب چل دیئے جنہیں عادت تھی مسکرانے کی۔‘‘

آج پیارے باباجیؒ بھی ہم سے جدا ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قادیانی عقائد

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

فتنوں کی پیش گوئی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اُمت میں فتنوں کے ظاہر ہونے کی پیش گوئی فرمائی تھی، اس لئے فرمایا:

’’عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ! يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّيُمْسِیْ كَافِرًا، اَوْ يُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَّيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيْعُ دِيْنَهٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا۔‘‘ (صحیح مسلم، ج:۱،ص:۷۵)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ان فتنوں کے آنے سے پہلے پہلے، جلدی جلدی نیک اعمال کرلو، جو فتنے کہ ایک تاریک اور سیاہ رات کے ٹکڑوں کی طرح ہوں گے، جس میں آدمی کو پتہ نہیں چلتا، سیاہ و سفید کا امتیاز نہیں ہوتا، آدمی صبح کو مؤمن ہوگا اور شام کو کافر... اللہ پناہ میں رکھے... شام کو مؤمن سوئے گا تو صبح کو کافر ہوگا، جس طرح تاریک رات میں سیاہی و سفیدی کا پتہ نہیں چلتا، اس طرح فتنوں کے دور میں خاص طور پر کمزور نظر والوں کو حق اور باطل کا پتہ نہیں چلتا، حق کیا ہے؟ باطل کیا ہے؟

ایمان وعقیدہ کی نگاہ کمزور ہے:

بہت سے لوگوں کو آپ نے یہ کہتے ہوئے سنا ہوگا کہ یہ مولوی لڑاتے رہتے ہیں، اب ہمیں یہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ حق اور سچ کیا ہے اور جھوٹ اور باطل کون سا ہے؟ کیونکہ یہ بھی قرآن پڑھتے ہیں اور وہ بھی قرآن پڑھتے ہیں۔ بھائی! نظر کمزور ہے اور راستہ تاریک ہے، سیاہ کپڑے کا اور سفید کپڑے کا پتہ نہیں چلتا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کے ظہور کی پیش گوئی فرمائی ہے۔

فتنہ کی تعریف:

فتنے کی تعریف یہ ہے کہ باطل کو حق کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ عام آدمی کو حق اور باطل کے درمیان امتیاز مشکل ہوجاتا ہے، اس اُمت میں بہت سے فتنے اُٹھے اور الحمدللہ! ان کا سر کچل دیا گیا۔

دجال کا فتنہ سب سے بڑا:

ان فتنوں میں سے ایک یہ قادیانی فتنہ ہے، اور میرا اندازہ یہ ہے کہ اس کے بعد سب سے بڑا فتنہ صرف ایک ہی باقی ہے، اور سب سے بڑا فتنہ وہی ہوگا، اور وہ ہے مسیح الدجال کا فتنہ!

دجال ایک سال دو مہینے اور دو ہفتے رہے گا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق کانا دجال نکلے گا، وہ دنیا میں چالیس دن رہے گا، ان چالیس دنوں کا پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا دن ایک مہینے کے برابر، تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر، اور باقی سینتیس کے بارہ میں فرمایا کہ تمہارے دنوں کے برابر۔ اس سے سنتالیس دن کا ایک مہینہ ثابت نہیں ہوتا، گویا اس کا فتنہ ایک سال دو مہینے اور دو ہفتے رہے گا، اتنی تھوڑی سی مدت میں وہ پورے عالم میں پھیل جائے گا اور تمام لوگوں کو گمراہ کردے گا۔

فتنۂ دجال سے بارہ ہزار مرد، سات ہزار عورتیں محفوظ رہیں گی:

فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے ایک تابعی سے یہ روایت نقل کی ہے اور بقول حافظؒ اس تابعی تک، اس کی سند صحیح ہے کہ دجال کے فتنہ سے صرف بارہ ہزار مرد اور سات ہزار عورتیں بچیں گی... اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے... اس وقت اس کی شدت کو بیان کرنا مقصود نہیں ہے، وہ ایک مستقل موضوع ہے۔ (فتح الباری، ج:۱۳،ص:۹۲)

دجال کا حلیہ:

دجال آنکھ سے کانا ہوگا، اور ایک آنکھ سے بھینگا ہوگا، یعنی اس کی ایک آنکھ مٹی ہوئی ہوگی یعنی بالکل سپاٹ، اور دوسری انگور کی طرح باہر کو نکلی ہوئی ہوگی، گویا یہ شخص اتنا بدنما ہوگا کہ داہنی آنکھ سرے سے ہوگی ہی نہیں، اور بائیں ہوگی تو سہی مگر وہ پھوٹی ہوئی اور انگور کے دانے کی طرح باہر کو نکلی ہوئی ہوگی، وہ گدھے پر سوار ہوگا، مگر دعویٰ کرے گا خدائی کا۔

دجال کی شعبدہ بازیاں:

دجال اپنے شعبدوں اور نظر بندیوں کے ذریعہ سے... جن کو لوگ خدائی کا کارنامہ سمجھیں گے... تمام مادّی وسائل پر قبضہ کرلے گا، جو لوگ اس کو ماننے والے ہوں گے، ان کے مویشی شام کو خوب پیٹ بھرے ہوئے واپس آئیں گے، اور جو اس کو نہ ماننے والے ہوں گے ان کے مویشی بھوکے آئیں گے، اس کے ماننے والوں کی زمین میں غلہ ہوگا، اور نہ ماننے والوں کی زمین میں غلہ

نہیں ہوگا، مسلمان ماؤں کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہوجائے گا، بچے بلبلائیں گے، اوراس کے ماننے والی عورتیں ٹھیک ٹھاک ہوں گی، وہ زمین کے خزانوں کو حکم دے گا تو وہ نکل کر اس کے پیچھے چل پڑیں گے، ایک اعرابی کو کہے گا کہ اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کردوں اور وہ تسلیم کریں کہ میں خدا ہوں تو تو مجھے خدا مان لے گا؟ وہ کہے گا: ہاں تب مان لوں گا! دجال کہے گا: اچھا بتا ان کی قبر کہاں ہے؟ وہ ان کی قبر پر جائے گا اور اس کے ماں باپ کا نام لے کر کہے گا: کھڑے ہوجاؤ تو شیاطین اس کے ماں باپ کی شکل میں آجائیں گے، بالکل اسی شکل، اسی لب ولہجہ اور اسی اندازِ گفتگو میں وہ کہیں گے کہ یہ سچا ربّ ہے، اس کو مان لو، ہم تو مر کے دیکھ کے آئے ہیں۔

فتنۂ دجال کی سرکوبی کے لئے حضرت عیسیٰؑ کے نزول کی حکمت:

بھلا اس سے بدتر کوئی فتنہ ہوسکتا ہے؟ اس فتنے کا قلع قمع کرنے کے لئے آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، کہنا چاہئے کہ اس وقت کے علماء، صلحاء، نیک لوگ ان کی مجموعی قوتیں، رُوحانی طاقتیں دجال کا مقابلہ کرنے کے لئے کافی نہیں ہوں گی۔

دورِ حاضر کا دجالی فتنہ:

اس فتنہ کی مانند اور اس فتنہ کا ہم سنگ مرزائی فتنہ ہے، جس نے بلاشبہ اُمت کو اپنے دجل وتلبیس سے نیم جان کردیا ہے، اور گزشتہ سوا سو سال سے اُمت اس سے نبرد آزما ہے، بڑی مشکل سے اس کو کافر قرار دے کر اُمت کو اس کی زہرناکی سے محفوظ کیا گیا، مگر اب بھی وہ اُمت کو زخمی سانپ کی طرح کاٹ کھانے کو دوڑ رہا ہے، اب میں اس کے بارہ میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔

فتنۂ قادیانیت کی اِبتدا اور تعاقب کی روئیداد:

براہینِ احمدیہ نامی کتاب لکھی ہے (۱۸۸۴ء میں بمطابق ۱۳۰۱ھ) اس میں اس نے اپنے دجالی الہامات لکھے ہیں۔ علمائے لدھیانہ میں سے مولانا محمد، مولانا اسماعیل، مولانا عبدالعزیز تین بھائی تھے، انہوں نے فتویٰ دیا کہ یہ کافر ہے، لوگ مولویوں کے خلاف ہوگئے، ۱۹۰۱ء تک مرزا یہ دعویٰ کرتا رہا کہ میں مجدّدِ اسلام ہوں، اور ۱۹۰۱ء میں اس نے دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام مرچکے ہیں، لہٰذا وہ مسیحِ موعود میں ہی ہوں، جس کے آنے کا وعدہ ہے، اور جو دجال کو آکر قتل کریں گے، وہ میں ہوں۔

۱۸۸۴ء کے بعد کس سال حضرت عیسیٰؑ کا انتقال ہوا؟

ایک مرزائی سے میری گفتگو ہوئی، اس نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام مرگئے ہیں، میں نے کہا: ۱۸۸۴ء تک تو زندہ تھے، کیونکہ ۱۸۸۴ء میں غلام احمد نے لکھا ہے اور لکھا بھی اپنے الہام سے ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بتایا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ زمین پر دوبارہ آئیں گے، اور ان کی پیش گوئی میں تجھے بھی شریک کرلیا گیا ہے، تو ۱۸۸۴ء کے بعد، ۱۸۹۱ء تک چھ سال کا وقفہ ہے، سوال یہ ہے کہ ان میں سے کس سن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی تھی؟ فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ! عجیب بات ہے کہ ۱۸۸۴ء میں وہ خود کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے اور کہتا بھی الہام کے حوالے سے ہے، مگر اب کہتا ہے کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ تو بھی مسیح کی پیش گوئی میں شریک ہے، لیکن ۱۸۹۱ء میں ٹھیک اسی زبان سے کہتا ہے کہ: ’’مجھے الہام ہوا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مرگئے‘‘ اس سے کسی نے یہ تک نہیں پوچھا کہ بھیایا بھیڑیا تیرے منہ میں کتنے دانت ہیں کہ ۱۸۹۱ء میں تو تو نے کہا کہ میں مسیحِ موعود ہوں، اس کے دس سال کے وقفے سے ۱۹۰۱ء میں تو نے کہہ دیا کہ میں فُل مکمل نبی ہوں۔ کبھی کہتا ہے کہ جزوی نبی ہوں، یعنی لغوی نبی ہوں، ظلّی نبی ہوں، بروزی نبی ہوں، دراصل یہ بھی اسرائیل کی ایجاد تھی، جس نے اپنے کفر پر پردہ ڈالنے کے لئے مختلف دعوے کئے، اور پھر ۱۹۰۸ء میں مرگیا، یعنی دعویٰ نبوّت کے صرف آٹھ سال بعد۔

قادیانی اِشکال: اگر مرزا جھوٹا تھا تو...!

ایک قادیانی نوجوان، مولانا سلیم اللہ خان صاب کے مدرسہ میں آتا تھا، اور مناظرہ وغیرہ کرتا تھا، مولانا نے مجھے بلایا، وہ قرآنِ کریم کی یہ آیت پیش کررہا تھا: ’’وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِیْلِ. لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ. ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ.‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف سے کچھ باتیں گھڑ کر منسوب کرتے تو ہم ان کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے، پھر ہم اس کی شہ رگ کاٹ دیتے، مطلب یہ ہے کہ اللہ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرکے آدمی زندہ نہیں رہ سکتا، وہ اس کو پیش کرکے گویا کہنا چاہتا تھا کہ مرزا صاحب نے تیئس سال تک اپنے الہامات بتائے مگر ان کو کچھ نہیں ہوا، تو معلوم ہوا کہ وہ جھوٹا نہیں تھا، اگر جھوٹا تھا تو اس کو زندہ نہ رہنے دیا جاتا؟

جواب: اس پر میں نے کہا: مرزا کو تو ایک منٹ کی بھی نبوّت نہیں ملی، آپ تیئس سال کی بات کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ نبوّت کا دعویٰ کردیتا تھا، مگر پھر مکر جاتا تھا، کبھی کہتا میں ظلّی نبی ہوں، کبھی کہتا میری مراد یہ نہیں۔ (جاری ہے)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

خطبہ جمعہ: ۳/دسمبر ۲۰۲۱ء جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد سیدالشہداء سیّدنا امیر حمزہؓ المعروف کچری والی جلال پور پیر والا میں دیا۔ ہمارے ایک قدیمی دوست محمد اسحاق نعمانی نرالہ سوئٹ والے اس کی انتظامیہ کے ممبر ہیں۔ ان کی اور ان کے رفقاء کی مساعی جمیلہ کی برکت سے مسجد جلال پور پیر والا کی مرکزی مساجد میں شمار ہوتی ہے۔ جس میں نماز جمعہ میں سینکڑوں افراد شریک ہوتے ہیں۔ ۳/دسمبر جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے اسی مسجد میں دیا۔

جامعہ رحمانیہ میں خطاب: مولانا حسین احمد بازدار اور ان کے والد گرامی مجلس احرار اسلام کے قدیم ورکروں میں شامل تھے۔ مولانا حسین احمد نے جامعہ رحمانیہ کے نام سے جلال پور میں دینی ادارہ قائم کیا۔ جہاں درجۂ قرآن کی کلاسیں اور درجۂ کتب کے ابتدائی درجات کام کررہے ہیں۔ مولانا حسین احمد بازدار مقامی مجلس کے امیر اور حافظ غلام نبیؒ ناظم اعلیٰ تھے۔ راقم ہر سال ان کی ربانی مسجد میں شوال المکرّم میں ایک جمعۃ المبارک کا خطبہ دیتا ہے، جہاں مولانا حسین احمد بازدار خطیب رہے۔ اب ان کے فرزند ارجمند مولانا پروفیسر عبدالشکور خطیب ہیں یا جامعہ رحمانیہ کا کوئی استاذ جمعہ پڑھاتا ہے۔ ۳/دسمبر جمعۃ المبارک کا بیان اور نماز جامع مسجد سیدالشہداءؓ میں ادا کرنے کے بعد جامعہ رحمانیہ کی جامع مسجد میں دوسرا بیان کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اول الذکر میں بارہ بجے سے بارہ چالیس تک بیان ہوا خطبہ و نماز کے بعد ڈیڑھ سے دو بجے تک جامعہ رحمانیہ میں بیان ہوا۔

جامعہ عثمان ابن عفانؓ: حافظ والا کے مہتمم قاری غلام فرید کے والد گرامی میاں رحیم بخش تھہیم کا یکم دسمبر کو انتقال ہوا، جس کا تذکرہ مستقل طور پر لکھا جاچکا ہے۔ ۳/دسمبر عصر کی نماز کے بعد موصوف کے ایصالِ ثواب کے لئے حاضری ہوئی اور فلسفۂ موت پر چند منٹ بیان بھی ہوا اور مرحوم کے بیٹوں قاری غلام فرید، قاری غلام رسول اور مولانا طیب فرید سلمہ سے تعزیت کا اظہار اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی۔

بہاولپور کا دوروزہ تبلیغی دورہ: بہاولپور کے ہمارے مولانا محمد اسحاق ساقی ہیں، جو ۱۹۹۰ء سے بہاولپور میں تعینات ہیں۔ ان کی دعوت پر ۷، ۸/دسمبر ۲۰۲۱ء کو بہاولپور آنا ہوا۔

جامع مسجد سیٹلائٹ ٹاؤن: ۷/دسمبر عشاء کی نماز کے بعد سیٹلائٹ ٹاؤن کی مرکزی جامع مسجد میں پروگرام ہوا۔ جامع مسجد کے امام مولانا حبیب الرحمٰن زیدمجدہ بااخلاق اور ملنسار عالم دین ہیں۔ مجلس کے خدام سے بہت محبت فرماتے ہیں۔ مرکزی جامع مسجد کی بنیاد ۱۹۸۰ء کی دہائی میں رکھی گئی۔ جناب جواد صدیقیؒ، قاری محمد صفاتؒ، جناب فیض الرحمٰن قریشیؒ جناب عبدالرحمٰن خانؒ وقتاً فوقتاً مسجد کے خدام رہے۔ طویل و عریض مسجد میں الحمدللہ نمازیوں کی تعداد بھی خوب ہوتی ہے۔ چنانچہ ضلعی مبلغ مولانا محمد اسحاق زیدمجدہ نے عشاء کی نماز کی امامت کرائی اور درس کا اعلان کیا۔ الحمدللہ! سینکڑوں افراد تک عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت بیان کی گئی۔ مسجد کے زعماء میں سے ایک بزرگ قاری محمد صفات پانی پتیؒ تھے جو امام القراء حضرت قاری فتح محمدؒ پانی پتی کے تلمیذ رشید تھے۔ ۱۹۵۱ء میں انڈیا سے ہجرت کر کے تشریف لائے، کچھ عرصہ منڈی یزمان میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے، پھر سیٹلائٹ ٹاؤن آگئے ان کے تین فرزندان گرامی ہیں تینوں صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔

دارالعلوم اسلامی مشن: ۸/دسمبر صبح کی نماز کے بعد دارالعلوم اسلامی مشن میں بیان ہوا۔ اسلامی مشن کی بنیاد عیسائی مشن کے مقابلہ میں ماڈل ٹاؤن اے بہاولپور میں رکھی گئی۔ امام الملوک والسلاطین حضرت مولانا عبدالقادر آزادؒ اس کے بانی تھے، آپ لاہور بادشاہی مسجد کے خطیب بن کر چلے گئے تو وقتاً فوقتاً حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ، حضرت مولانا محمد حنیفؒ شیخ الحدیث دارالعلوم مدینہ اور دوسرے کئی ایک علماء کرام آتے جاتے رہے۔ بالآخر اسلامی مشن کی باگ ڈور استاذ محترم حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے سپرد کی گئی۔ آپ نے اپنے ایک شاگرد رشید مولانا عبدالرزاق مدظلہ کو ناظم اعلیٰ مقرر فرمایا، جبکہ اہتمام و انتظام ہمارے حضرت اقدس خواجہ خواجگان مولانا خان محمد نور اللہ

مرقدہ کے مرید ڈاکٹر حمیداللہ خان کے پاس ہے۔ مدرسہ کا اندرونی نظم مولانا عبدالرزاق چلا رہے ہیں، ان کی دعوت پر ۸؍دسمبر صبح کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ راقم نے تحریک ختم نبوت کے قائدین و بزرگوں کی خدمات پر روشنی ڈالی۔ ڈاکٹر حمیداللہ خاں کے والد گرامی سردار فضل محمود خان خاکوانیؒ ایس ایس پی پولیس ریٹائر ہوئے۔ زمیندار، مالدار ہونے کے باوجود فقیر منش انسان تھے، خانقاہ سراجیہ سے روحانی تعلق تھا۔ اس کا سبب حافظ سیّد عبدالحمیدؒ بنے۔ موخرالذکر انسپکٹر پولیس تھے۔ کسی محکمانہ کام کے سلسلہ میں سردار فضل محمود خاکوانیؒ کے مہمان ہوئے۔ جب کھانے کا وقت ہوا اور سردار صاحب کے گھر سے کھانا آیا تو سید عبدالحمید شاہ بخاریؒ نے اپنے بیگ سے چھولے وغیرہ نکالے اور چبا کر پانی پی لیا۔ ملازم برتن لینے آیا تو دیکھا کہ کھانا ویسے کا ویسا ہے تو ملازم نے گھر والوں کو بتلایا، جب سردار فضل محمود خاکوانیؒ گھر آئے تو گھر والوں نے بتلایا کہ آپ کے تھانے دار نے کھانا نہیں کھایا۔ سردار صاحب نے حافظ صاحب سے پوچھا تو حافظ سیّد عبدالحمید غازیؒ نے کہا کہ میرے شیخ کا حکم ہے کہ اپنے محکمہ کے افسروں کے ہاں سے کچھ نہ کھایا کریں۔ سردار صاحب نے پوچھا آپ کے شیخ کون ہیں؟ بتلایا کہ خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین (حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ) سردار صاحب نے کہا کہ آپ کے شیخ کی زیارت کے لئے چلتے ہیں۔ چنانچہ سردار صاحب حافظ صاحب کی معیت میں خانقاہ سراجیہ پہنچے اور حضرت ثانیؒ کے ہاتھ پر بیعت ہوگئے اور ایسے فنافی الشیخ ہوئے کہ وضع قطع اور لباس بھی اپنے شیخ کی طرح استعمال کرنے لگے۔ راقم نے انہیں دیکھا اور کئی مرتبہ دیکھا۔ ۱۹۷۰ء میں ملتان سے ایس ایس پی ریٹائر ہوئے اور جنوری ۱۹۹۵ء میں وفات پائی۔ حافظ ڈاکٹر حمیداللہ خان ان کے فرزند ارجمند ہیں۔ ان کے دوسرے فرزند حافظ عبیداللہ خان ہیں۔ سب سے بڑے فرزند ڈاکٹر خالد خانؒ اور محمد علی خانؒ وفات پاچکے ہیں۔ چاروں بھائیوں کی اولاد بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہونے کے باوجود ان میں دین داری نمایاں ہے، اور یہ سب کچھ خانقاہ شریف سے تعلق کی برکت ہے۔ اللہ پاک تاحیات تمام خورد وکلاں کو تعلق نبھانے کی توفیق نصیب فرمائے رکھیں۔ راقم کئی مرتبہ حافظ سیّد عبدالحمید بخاریؒ کو ملا۔ ان میں بھی عجز وانکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

مولانا مفتی عطاء الرحمٰن کی خدمت میں: مولانا مفتی عطاء الرحمٰن مدظلہ نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور ہمارے ایک سابق خوش الحان مبلغ مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ کے فرزند ارجمند ہیں مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوریؒ ان کے برادر نسبتی تھے۔ مولانا غلام مصطفیٰؒ نے علماء بہاولپور کے مشورہ سے ۱۹۶۵ء میں دارالعلوم مدینہ کی بنیاد رکھی اور تادمِ زیست مدرسہ کے ناظم اعلیٰ رہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا زبیر احمدؒ مہتمم و ناظم رہے۔ مولانا زبیر احمد جواں عمری میں انتقال فرماگئے۔ مولانا زبیر احمدؒ، مولانا مفتی عطاء الرحمٰن مدظلہ کے فرزند نسبتی تھے، ان کی وفات کے بعد مولانا مفتی عطاء الرحمٰن مدظلہ مہتمم وشیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ صالح، صاحب نسبت بزرگ ہیں۔ ہمارے استاذ جی حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے چہیتے شاگردوں میں سے ہیں، امیر بہاولپور مجلس تحفظ ختم نبوت الحاج سیف الرحمٰن انصاری ہیں، جو عرصہ دراز سے صاحبِ فراش ہیں، مولانا مفتی عطاء الرحمٰن ان کی نیابت میں مجلس کے امیر کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ۸؍ دسمبر عصر اور مغرب کی نمازیں ان کے ہاں ادا کیں۔

جامع مسجد الفاروق مہاجر کالونی: حمانتیاں میں ۸؍ دسمبر نماز عشاء کے بعد درس قرآن کی تقریب منعقد ہوئی، جس میں کثیر تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔ درس کی تقریب کا اہتمام قاری محمد اسحاق سلمہ نے کیا۔ موصوف حضرت مولانا سیّد محمد امین شاہ مخدوم پوریؒ کے مسترشدین میں سے ہیں۔ عرصہ تیس سال سے زائد گزر رہا ہے۔ قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی تدریس میں مصروف ہیں، چالیس پینتالیس بچے حفظ قرآن میں مصروف ہیں۔ تقریباً آدھ گھنٹہ بیان ہوا، جس میں علماء کرام، مشائخ عظام کی ختم نبوت کی حفاظت کے لئے قربانیوں کا ذکر کیا۔ گستاخان رسول قادیانیوں کے عقائد وعزائم سے باخبر کیا۔

جامع مسجد کوثر سیٹلائٹ ٹاؤن: بہاولپور جماعت کا قدیم مرکز ہے۔ ضلعی مبلغ وقتاً فوقتاً درس کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ مولانا قاری عبدالشکور فاضل دارالعلوم مدینہ بہاولپور امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ۹؍دسمبر صبح کی نماز کے بعد بیان ہوا۔

جامع مسجد ابوبکر صدیق: چوک کمہاراں ملتان میں فرزندی مولانا ابوبکر صدیقؒ کی یاد میں جلسہ منعقد ہوا۔ جس کا اہتمام مرحوم کے رضاعی

بھائی عزیزی عمر فاروق سلمہ نے کیا۔ جلسہ سے جمعیت علماء اسلام کے راہنما خطیب خوش الحان مولانا عبدالمجید قاسمی مدظلہ دائرہ دین پناہ ضلع مظفر گڑھ، مولانا سہیل عباس نقوی اور راقم کے بیانات ہوئے۔ قاری عبداللہ ابن ابی بکر، قاری عبداللہ ابن عمر کی تلاوت سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ مولانا عبدالمجید قاسمی کے رفیق سفر صوفی خدابخش جو ایک زمانہ امام المناظرین حضرت علامہ عبدالستار تونسویؒ کے رفیق سفر رہے نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ نیز جناب محمد ساجد سیال نے نعت پیش کی۔ عزیزی قاری ابوبکر صدیقؒ کی وفات کو ۲۰/ دسمبر ۲۰۲۱ کو ایک سال پورا ہوجائے گا۔

خطبۂ جمعہ: جامع مسجد ٹیچر کالونی بی بلاک جوہر ٹاؤن لاہور میں ۱۰/ دسمبر جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا۔ جامع مسجد ہذا کے خطیب مولانا محمد فاضل عثمانی ہیں جو آزاد کشمیر کے ضلع باغ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارے مولانا محمد غازی خطیب جامع مسجد نجف کالونی اقبال ٹاؤن لاہور کے برادرزادہ ہیں۔ تعلیم کے زمانہ سے مجلس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے نمازیوں سے ممبر سازی کی اپیل کی کہ ۱۷/ دسمبر کے جمعہ میں ممبر سازی کی جائے گی اور تین سال کے بعد ہونے والی ممبر سازی کی فیس رکنیت دس روپے ہے۔ راقم نے لقمہ دیا کہ تاحیات فیس رکنیت ۵۰۰ روپے ہے، تو بیس آدمی تاحیات ممبر بنے۔

تسبیح خانہ عبقری میں دوروز: ماہنامہ عبقری کے چیف ایڈیٹر ہمارے قدیمی دوست جناب حکیم طارق محمود چغتائی ہیں، جو معروف طبیب، مصنف اور عامل ہیں، ان کی دعوت پر دوروزان کے دواخانہ و تسبیح خانہ عبقری میں گزارے اور ان کا زیر علاج رہا۔

جامعہ مظاہر العلوم کے طلبہ سے خطاب: جامعہ مظاہر العلوم آرائے بازار لاہور میں واقع جامع مسجد رحمۃ للعالمین سے ملحقہ مدرسہ ہے۔ مدرسہ میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق پڑھائے جاتے ہیں۔ ۱۳/ دسمبر ۱۱ بجے قبل از دوپہر جامعہ کے طلبہ اور اساتذہ سے خطاب کا موقع ملا۔ طلبہ کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر لیکچر دیا اور چناب نگر کورس میں شرکت کے لئے سادسہ، سابقہ اور دورۂ حدیث شریف کے طلبہ کو دعوت دی۔

صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ کی تشریف آوری: خانقاہ سراجیہ کندیاں کے سجادہ نشین حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ ہر ماہ جامع مسجد عائشہ لاہور تشریف لاتے ہیں اور عصر سے مغرب تک ختم خواجگان اور مراقبہ کراتے ہیں۔ ۱۳/ دسمبر عصر کی نماز حضرت صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ نے مرکز ختم نبوت جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن لاہور میں ادا کی۔ نماز عصر کے بعد ختم خواجگان کروایا۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات کی تعلیم ہوئی مغرب تک اور مغرب سے عشاء تک متعلقین و مریدین سے دم، تعویذات اور دعاؤں میں مصروف رہے اور عشاء کی نماز پڑھتے ہی روانہ ہوگئے۔ یہ مسجد تین منزلہ ہے، ایک کنال زمین پر ۱۹۹۶ء سے ۲۰۰۵ء تک صوفی صاحب ملتان درس دیتے رہے۔ ۲۰۰۵ء سے باقاعدہ مدرسہ کی شکل بنی جس میں کثیر تعداد میں طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔

مدرسہ اکرم المدارس کے اساتذہ وطلبہ سے خطاب: ۱۴/ دسمبر ۱۱ بجے قبل از دوپہر شیخ الحدیث مرشد العلماء حضرت صوفی محمد سرور صاحب نوراللہ مرقدہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا صوفی محمد اکرم مدظلہ کی دعوت پر ان کے جامعہ میں حاضری ہوئی اور ان کی صدارت میں جامعہ کے طلبہ واساتذہ کرام، بنین و بنات کی طالبات اور معلمات سے خطاب کی سعادت نصیب ہوئی، جس میں کثیر تعداد میں طلبہ اور پردہ میں بنات نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر خطاب سنا۔ دو اساتذہ کرام کی نگرانی میں پانچ طلبہ نے چناب نگر کورس میں شرکت کا ارادہ کیا۔ اساتذہ کرام کی ڈیوٹی حضرت صوفی صاحب نے خود لگائی۔ مبلغین ختم نبوت کی آمد پر مولانا عبدالنعیم اور لاہور مرکز کا شکریہ ادا کیا۔ راقم کو مولانا عبدالنعیم اور ورلڈ پاسبان ختم نبوت کے سربراہ علامہ ممتاز اعوان کی معیت رہی۔

جامعہ امداد العلوم میں خطاب: جامعہ امدادالعلوم کے بانی جناب ڈاکٹر مبشر احمد ریاضؒ تھے۔ جنہوں نے ۱۹۸۴ء میں خانقاہ و مدرسہ کا آغاز کیا۔ مدرسہ کے متصل روافض کی امام بارگاہ ہے، قبلہ ڈاکٹر صاحب حضرت صوفی محمد اقبالؒ مدینہ طیبہ والوں کے خلیفہ مجاز تھے۔ ساری زندگی انہوں نے انسانوں کی خدمت میں گزاری۔ راقم کو ان سے کئی مرتبہ ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ انتہائی نیک اور صالح انسان تھے۔ کلینک کے دروازہ پر کلینک میں آنے والی خواتین کے لئے لکھا ہوا تھا کہ: ”خواتین اپنی اوڑھنیاں صحیح کرکے آئیں۔“

۲۸/ اپریل ۱۹۹۷ء کو انہیں شیعہ سنی تناظر میں شہید کردیا گیا۔ ایف آئی آر درج ہونے کے باوجود آج تک تفتیش میں ایک انچ پیش رفت نہیں ہوئی۔ ان کی شہادت کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد عثمان احمد ریاض نے اہتمام

سنبھالا، ماشاء اللہ! ادارہ میں پونے دو سو کے قریب طلبہ دس اساتذہ کرام کی نگرانی میں زیورِ تعلیم سے آراستہ وپیراستہ ہورہے ہیں۔۱۴؍دسمبر نمازِ ظہر کے بعد بیان ہوا، جس میں تمام طلبہ، اساتذہ کرام اور نمازی شریک ہوئے۔

مولانا ابوبکر صدیق کو سال ہوگیا: راقم سندھ کے دورہ پر تھا کہ شہداد پور دارالعلوم الحسینیہ میں عصر کی نماز کے بعد مولانا ابوبکر صدیقؒ کی بیماری کی اطلاع دی گئی کہ اس کی حالت تشویشناک ہے۔ راقم نے مولانا زبیر احمد صدیقی مدظلہ جو عزیزی کے استاذ محترم ہیں۔ عزیزی کی حالت کا ذکر کیا۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ اسے مظفر گڑھ کے ترکی ہسپتال میں لے جائیں، لیکن مرحوم کے برادران لاء حافظ ڈاکٹر محمد کاشف سلمہ کی رائے تھی کہ نشتر میں لے چلتے ہیں۔ نشتر کے ڈاکٹر واقف ہیں اور میں بھی قریب ہوں، دیکھ بھال میں آسانی رہے گی۔ چنانچہ مولانا زبیر احمد مدظلہ سے درخواست کی کہ اپنی ایمبولینس بھجوائیں۔ چنانچہ الفاروقیہ ایمبولینس لے کر گئی اور ایمرجنسی میں داخل کرلیا گیا۔ راقم نے شہداد پور سے سفر شروع کیا۔ رات ٹھیڑھی گزاری، اگلے دن ظہر کی نماز کے بعد مرحوم کی اہلیہ اور والدہ کو لے کر نشتر پہنچے، اس وقت اسے آکسیجن لگی ہوئی تھی۔ ڈاکٹر نے انہیں کورونا وارڈ میں رکھا، پہلے دن پانچ پانچ ہزار کے دو انجیکشن لگائے، دوسرے اور تیسرے دن ایک ایک انجیکشن لگایا، جس سے گردے فیل ہوگئے۔ گردے واش کرنے کے لئے ڈاکٹرز نے اجازت مانگی، ہم نے اجازت دے دی۔ ۱۹ اور ۲۰؍دسمبر کی درمیانی رات انہیں گردے واش کرنے کے لئے نالی نہ مل سکی۔ صبح ان کی ہیڈ آئی، اس نے ران سے واش کرنے کے لئے نس بتلائی اور ایک ٹیسٹ لکھ کردیا۔ نیز انہوں نے مرحوم کو نشہ دیا تھا، جس سے اس کی آنکھ ہی نہ کھل سکی۔ ۲۰؍دسمبر ۲۰۲۰ء صبح نو دس بجے کے درمیان وفات ہوگئی۔ ’’ان العین تدمع والقلب یحزن وانا بفراقک یا ابراھیم لمحزونون۔‘‘ ۲۰؍دسمبر ۲۰۲۱ء کو مولانا ابوبکر صدیقؒ کی وفات کو ایک سال ہوگیا۔ اللہ پاک بال بال مغفرت فرمائیں۔ آمین۔

عزیزی نعمان شہزاد: گزشتہ سال ۱۴؍دسمبر ۲۰۲۰ء کو شجاع آباد سے لاہور کے لئے روانہ ہوا، لیکن اپنے بھائی کا گھر تلاش نہ کرسکا۔ ۹ روز سردی میں ٹھٹھرتا رہا وہ اپنے بھائی قاری علی حیدر کا گھر تلاش کرتا رہا اور قاری علی حیدر اور اس کا بیٹا حسن علی اسے تلاش کرتے رہے۔ ۱۴؍دسمبر سے ۳؍جنوری تک بیس روز بھٹکتا رہا اور سخت ترین سردی میں ٹھٹھر ٹھٹھر کر ۳؍جنوری کو راہی ملک عدم ہوا۔ آج ۱۴؍دسمبر ۲۰۲۱ء کو اس کی یاد خوب ستا رہی ہے۔ آنکھیں برس رہی ہیں اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات مبارکہ جو آپ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر فرمائے زبان پر جاری ہیں: آپ نے فرمایا: ’’ان العین تدمع والقلب یحزن وانا بفراقک یا ابراھیم لمحزونون۔‘‘ قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ ہمارے لئے بالخصوص نعمان شہزاد کی والدہ کے لئے صبر جمیل کی دعا کریں۔

گوجرانوالہ میں تین دن: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے مبلغ مولانا محمد عارف شامی کی دعوت پر ۱۵؍دسمبر کو گوجرانوالہ دفتر میں حاضری ہوئی اور مندرجہ ذیل مقامات پر جماعتی پروگرام ہوئے۔

جامع مسجد رحمانیہ میں جلسہ: جامع مسجد رحمانیہ سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ کی خوبصورت مساجد میں سے ہے، جس کے امام وخطیب مولانا دوست محمد خلیل، صدر انجمن حاجی محمد امین ہیں۔ سیّد احمد حسین زید مسجد کے ہمسایوں میں سے ہیں۔ ان حضرات کی مساعی جمیلہ سے ۱۵؍دسمبر کو جلسہ منعقد

بقیہ:……صوفی محمد اقبال قریشی رحمۃ اللہ علیہ

میلسی ضلع وہاڑی (آپ کو حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے خلیفہ حضرت مولانا محمد حسین حسین پوریؒ سے اعزازی خلافت ہے)۔ (۳) ماسٹر محمد اسرار صاحب، موجودہ پتہ: معرفت ماسٹر محمد وصال، ماسٹرز موبائل شاپ نزد مدینہ مسجد افغان کالونی پشاور (کے پی کے)۔ (۴) مولانا محمد طارق ندیم صاحب، مہتمم مدرسہ مدینۃ العلم نزد صدر تھانہ پولیس اسٹیشن عارف والا۔ (۵) حافظ محمد حسن جمیل صاحب، گلاب علی روڈ بمقام سابقہ نقیب کارٹن فیکٹری بالمقابل سروس اسٹیشن ہارون آباد ضلع بہاولنگر۔ (۶) محمد شہزاد صاحب، مکان نمبر 1280 محلّہ بارزقان اندرون آسیہ گیٹ، پشاور شہر۔ (۷) پروفیسر محمد عمران یونس صاحب، سائنس اینڈ کیمسٹری کالج رائیونڈ اور (آپ سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت حافظ ناصر الدین خان خاکوانی مدظلہ سے پہلے ہی مجاز ہیں)۔ (۸) حضرت صوفی محمد اسلم صاحب، مدرسہ تعلیم الاسلام اشرفیہ ہارون آباد۔ (۹) مولانا مفتی عمر فاروق صاحب، دارالافتاء دارالعلوم سرحد بیرون آسیہ گیٹ، پشاور۔

ہوا۔ تلاوت مقامی حفاظ نے کی، جبکہ نعت محمد ابوبکر اشرف نے پیش کی۔ مولانا محمد عارف شامی اور راقم کے بیانات ہوئے۔ جلسہ میں سینکڑوں مسلمانوں نے جوش و جذبہ سے شرکت کی۔ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر بیانات ہوئے۔

جامع مسجد لانگر یانوالی میں کورس: جامع مسجد لانگریانوالی مصروف ترین بازار اور چشمہ چوک میں ہے مسجد کے خطیب مولانا فداء الرحمٰن ہیں، جبکہ امامت کے فرائض مولانا ہدایت اللہ جالندھری سر انجام دیتے ہیں۔ کسی زمانہ میں گوجرانوالہ کی جماعت بہت ہی متحرک و فعال جماعت ہوتی تھی۔ مولانا حکیم عبدالرحمٰنؒ جو مجلس احرارِ اسلام کے زمانہ میں کسی تحریک میں ڈکٹیٹر بنائے گئے اور تاحیات ڈکٹیٹر کے نام سے معروف ومشہور رہے۔ چوہدری غلام نبی امرتسریؒ بھی متحرک جماعتی رفقاء میں سے تھے۔ انہوں نے ”تحریک کشمیر سے تحریک ختم نبوت تک“ کے نام کتاب بھی شائع کرائی۔ حافظ محمد ثاقبؒ لدھیانہ کے مہاجر تھے، عرصہ تک مجلس کے ناظم دفتر رہے۔

حافظ نذیر احمد مدظلہ خانقاہ سراجیہ کے متعلقین میں سے ہیں۔ مجلس کی مرکزی شوریٰ کے رکن ہیں، ذاکر و شاکر انسان ہیں۔ وقت تحریر گوجرانوالہ مجلس کے امیر مولانا محمد اشرف مجددی مدظلہ ہیں جو حضرت اقدس سیّد نفیس الحسینی رحمہ اللہ (سیّد انور حسین نفیسؒ) کے خلفاء میں سے ہیں۔ اہل علاقہ کی دینی اصلاح میں مصروف رہتے ہیں۔ حافظ محمد یوسف عثمانی مدظلہ ناظم اعلیٰ ہیں۔ قاری عبدالغفور آرائیں، حافظ احسان الواحد معروف جماعتی ورکر ہیں۔ نظریاتی حضرات ہیں۔ جامع مسجد لانگریانوالی میں عشاء کی نماز کے بعد ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ نعت حافظ محمد ابوبکر اشرف نے پیش کی، جبکہ مولانا فضل ہادی سلمہ نے پروجیکٹر کے ذریعہ سیرت النبی اور ختم نبوت پر لیکچر دیا۔ کورس میں درجنوں حضرات نے شرکت کی۔ مولانا فضل ہادی نے مرزا قادیانی کے غلیظ اور کفریہ حوالہ جات اس کی اپنی کتابوں سے دکھلائے جو بہت ہی موثر ثابت ہوئے۔ آخری بیان محمد اسماعیل شجاع آبادی کا ہوا۔ راقم نے حضرات انبیاء کرام کے اوصاف بیان کئے۔

بستی یاورے نزد بھٹی بھنگو: یہ قصبہ قدیمی ہے۔ قیامِ پاکستان سے پہلے چھوٹی سی مسجد تھی، اس کی لمبائی چوڑائی میں اضافہ کیا گیا۔ آبادی کے بڑھنے سے مسجد کی توسیع جدید کی ضرورت محسوس ہوئی تو ۱۹۹۶ء میں دائیں بائیں مکان خرید کر کے مسجد میں مزید توسیع کی گئی۔ مورخہ ۱۶/دسمبر عشاء کی نماز کے بعد جلسہ ہوا، جس کی صدارت حافظ محمد انور نائب امیر مجلس گوجرانوالہ نے کی۔ مولانا محمد عارف شامی اور راقم کے بیانات ہوئے، واپسی شدید دھند میں ہوئی۔

مارے وائیں میں خطبۂ جمعہ: ۱۷/دسمبر ۲۰۲۱ء کا جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے ”مارے وائیں“ کی جامع مسجد صدیقہؓ میں دیا، جبکہ مولانا محمد عارف شامی نے قریبی گاؤں کی جامع مسجد میں دیا۔ الحمدللہ! گوجرانوالہ کے پروگرام مکمل ہوئے۔ مارے وائیں کامونکی سے مشرق کی طرف چند کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ سفر کر کے راولپنڈی پہنچے۔ راولپنڈی رات کا قیام و آرام راقم نے بھائی محمد ناصر کے ہاں سیٹلائٹ ٹاؤن میں کیا۔

راولپنڈی کا تین روزہ تبلیغی دورہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے مبلغ مولانا محمد طارق معاویہ سلمہ کی دعوت پر تین دن کے لئے راولپنڈی آنا ہوا۔ جیسا کہ گزشتہ سطور میں گزرا کہ ۱۷/دسمبر جمعۃ المبارک کو نماز جمعہ کے بعد گوجرانوالہ سے سفر کر کے جہلم سے مولانا مفتی خالد میر کی معیت میں راولپنڈی پہنچے۔

جامعہ اسلامیہ صدر راولپنڈی: راولپنڈی کے طلبہ سے خطاب کا موقع ملا۔ جامعہ اسلامیہ کی بنیاد حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ نے ۱۹۵۸ء میں رکھی۔ حضرت موصوف کے فرزند ارجمند حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰنؒ مہتمم مقرر ہوئے۔

جامعہ اسلامیہ اہل حق کا مرکز رہا ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر بنائے گئے اور ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت چلی تو حضرت بنوریؒ جب راولپنڈی تشریف لاتے تو حضرت والا کا قیام جامعہ اسلامیہ میں ہوتا۔ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک اور دیگر علماء کرام کا مرکز رہا مولانا قاری سعید الرحمٰنؒ جنرل ضیاء الحق کی مجلس شوریٰ کے بھی ممبر رہے۔ نواز دور میں صوبائی وزیر اوقاف و مذہبی امور بھی رہے۔ ۲۱/جولائی ۲۰۰۹ء کو انتقال فرمایا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا ڈاکٹر عتیق الرحمٰن مدظلہ مہتمم چلے آرہے ہیں، موصوف جمعیت علماء اسلام صوبہ پنجاب کے امیر بھی ہیں۔

۱۸/دسمبر صبح پونے دس سے سوا دس بجے تک بیان ہوا، طلبہ کی نگرانی شعبہ افتاء کے انچارج مولانا مفتی عبدالرحمٰن مدظلہ نے کی۔ چالیس کے قریب طلبہ نے چناب نگر کورس میں شرکت کا ارادہ کیا۔

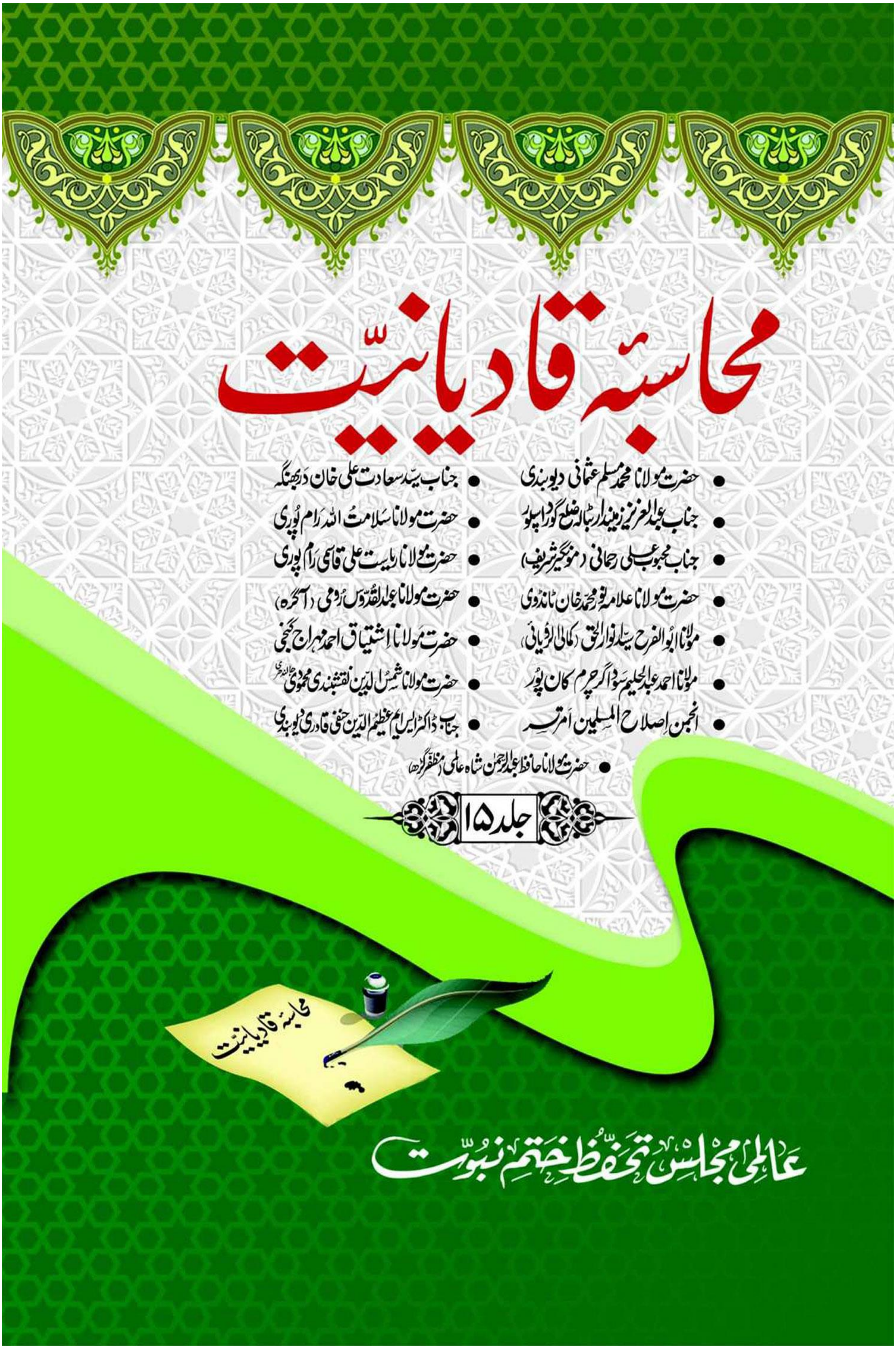
محاسبۂ قادیانیت
حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی
جناب عبدالعزیز زمیندار بٹالہ ضلع گورداسپور
جناب محبوب علی رحمانی (مونگیر شریف)
حضرت مولانا علامہ نور محمد خان ٹانڈوی
مولانا ابوالفرح سید نورالحق (کمالی لرفیائی)
مولانا احمد عبدالحلیم سوداگر چرم کان پور
انجمن اصلاح المسلمین امرتسر
جناب سید سعادت علی خان دربھنگہ
حضرت مولانا سلامت اللہ رام پوری
حضرت مولانا ریاست علی قاسمی رام پوری
حضرت مولانا عبدالقدوس رومی (آگرہ)
حضرت مولانا اشتیاق احمد مہراج گنجی
حضرت مولانا شمس الدین نقشبندی محمودی جالندھری
جناب ڈاکٹر ایس ایم عظیم الدین حنفی قادری دیوبندی
حضرت مولانا حافظ عبدالرحمن شاہ عالمی (مظفر گڑھ)
جلد ۱۵
محاسبۂ قادیانیت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت